﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 — جمعۃ المبارک 24جولائی 2015ء — 06شوال 1436 ہجری قمری ✿ 24وفا 1394 ہجری شمسی — شمارہ30

تحقیق کرو

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک انسان کے جھوٹا ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ وہ جو بات بھی سنے اسے بلا تحقیق آگے روایت کرنا شروع کردے۔

(صحیح مسلم۔ مقدمہ باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع حدیث نمبر: 6)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2015ء

واقفین نو بچوں اور واقفات نو بچیوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ الگ الگ کلاسز کا انعقاد

’قرآن کریم کے علوم‘ اور ’مغربی معاشرہ میں واقفۂ نو کا کردار‘ کے موضوع پر presentations۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ دلچسپ مجالس سوال و جواب۔

مختلف سوالوں کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی واقفین نو بچوں اور بچیوں کو نہایت اہم ہدایات

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ تقریب آمین

31 مئی 2015ء بروز اتوار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرکز لندن اور دنیا بھر کی مختلف جماعتوں سے موصول ہونے والی ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں۔ جرمنی کی جماعتوں سے بھی روزانہ احباب جماعت مردوخواتین کی طرف سے سینکڑوں کی تعداد میں خطوط موصول ہوتے ہیں۔ یہ خطوط اردو، انگریزی اور جرمن زبان میں ہوتے ہیں جن کے ساتھ ساتھ تراجم کئے جاتے ہیں اور یہ سب خطوط بھی روزانہ حضور انور کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اور حضور انور ان سب خطوط اور رپورٹس کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ہدایات سے نوازتے ہیں۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج 41 فیملیز کے 163 افراد اور 35 افراد نے انفرادی طور پر ملاقات کی سعادت پائی۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی مختلف 45 جماعتوں سے آئی تھیں۔ آج بھی بعض جماعتوں سے آنے والی فیملیز بڑے لمبے فاصلے طے کر کے اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے پہنچی تھیں۔

کاسل Kassel سے آنے والی فیملیز 200 کلومیٹر، آخن (Aachen) سے آنے والی 267 کلومیٹر Düsseldorf سے آنے والی فیملیز 230 کلومیٹر، Vechta سے آنے والے احباب، Hannover سے آنے والے 350 کلومیٹر اور میونخ سے آنے والی فیملیز 395 کلومیٹر کا لمبا فاصلہ طے کر کے پہنچی تھیں۔

ان سبھی فیملیز نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج واقفین نو بچوں اور واقفات نو بچیوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ علیحدہ علیحدہ کلاسز کے انعقاد کا پروگرام تھا۔

کلاس واقفین نو

پہلا پروگرام واقفین نو بچوں کا تھا اور اس کا انتظام مسجد کے مردانہ ہال میں کیا گیا تھا۔ چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واقفین نو کی کلاس میں تشریف لائے۔ اس کلاس میں جرمنی بھر سے چودہ سے سولہ سال کے تقریباً اڑھائی سو واقفین نو نے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔

اس کلاس کا موضوع ’’قرآن کریم کے علوم‘‘ رکھا گیا تھا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم معز احمد راٹھور نے سورۃ العلق کی پہلی چھ آیات کی تلاوت کی جن کا اردو ترجمہ عزیزم جاذب احمد عزیز نے پیش کیا۔ بعدازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم ماہد حسین نے پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد عزیزم ارسلان احمد خان نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام میں سے درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ اُن کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔‘‘

’’پس ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ اِن علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے اُلٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 43۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

بعدازاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا منظوم کلام ؎

’’اے عزیزو! سنو کہ بے قرآں
حق کو ملتا نہیں کبھی انساں‘‘

عزیزم شاہد نواز نے ترنم کے ساتھ پیش کیا۔ اس نظم پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جرمنی میں پیدا ہوئے ہو اردو یہاں سیکھی ہے۔ ماشاء اللہ جرمنی میں اچھی آوازیں نکل رہی ہیں۔

اس کے بعد عزیزم صبیح احمد صادق نے ’’قرآنی علوم‘‘ کے موضوع پر درج ذیل مضمون پیش کیا۔

قرآن کریم کی وحی کا آغاز ان آیات سے ہوا جن کا ترجمہ آپ ابھی سن چکے ہیں۔ یہ سب سے پہلی وحی تھی جو ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس طرح قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی

اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمادیا کہ اب دنیا میں قلم کے ذریعہ بھی ایک عظیم انقلاب پیدا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے ایک یہ معنے بھی ہیں کہ قرآن کریم کے ذریعہ آئندہ سارے علوم دنیا میں پھیلیں گے۔ چنانچہ آج جس قدر علوم نظر آتے ہیں یہ سب قرآن کریم کے طفیل معرضِ وجود میں آئے ہیں۔ قرآن کریم عربوں میں نازل ہوا اور عرب بالکل جاہل تھے۔ انہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ تاریخ کس علم کا نام ہے یا صَرف اور نحو کون سے علوم ہیں یا فقہ اور اصولِ فقہ کس چیز کا نام ہے۔ مگر جب قرآن کریم پر ایمان لانے کی سعادت ان کو حاصل ہوگئی تو قرآن کریم کی وجہ سے انہیں ان تمام علوم کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔...... اسی طرح علم تاریخ کی ایجاد عمل میں آئی۔......لغت بھی قرآن کریم کی خدمت کے لئے لکھی گئی۔......اسی طرح علم معانی اور علم بیان محض قرآن کریم کے طفیل ایجاد ہوئے۔......

غرض یہ علوم جو دنیا میں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوئے محض قرآن کریم کے طفیل اور اس کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں۔ اگر یہ علوم پیدا نہ ہوتے تو قرآن کریم کی حقیقت اور اس کی اعلیٰ درجہ کی شان کو لوگ پوری طرح سمجھنے سے قاصر رہتے۔ یہی حال علم اقتصادیات کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرآنی اقتصادیات کی توضیح کے لئے دنیا میں قائم کیا۔ غرض صَرف کیا اور نحو کیا اور تاریخ کیا اور ادب کیا اور کلام کیا اور فقہ کیا۔ سب علوم قرآن کریم کی خدمت کے لئے نکلے ورنہ عرب تو محض جاہل تھے۔ انہیں ان علوم کی طرف توجہ ہی کس طرح پیدا ہوسکتی تھی۔ ان کو توجہ محض اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے قرآن کو مانا اور پھر قرآن کریم سے دنیا کو روشناس کرانے کے لئے انہیں ان علوم کی ایجاد یا ان کے پھیلانے کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اب رہی باقی دنیا سو اُس نے بھی قرآن کریم سے ہی ان تمام علوم کو سیکھا ہے کیونکہ یہ علوم وہ ہیں جو عربوں نے ایجاد کئے یا زندہ کئے اور پھر عربوں سے باقی دنیا نے لئے۔......

غرض یورپ کے پاس کوئی ایک چیز بھی نہیں تھی۔ اُس نے جو کچھ سیکھا سپین کے مسلمانوں سے سیکھا اور سپین نے جو کچھ سیکھا شام سے سیکھا اور شام والوں نے جو کچھ سیکھا قرآن سے سیکھا۔ پس دنیا کے تمام علوم قرآن سے ہی ظاہر ہوئے ہیں اور اب قیامت تک جس قدر قلمیں چلیں گی قرآن کریم کی خدمت اور اس کے بیان کردہ علوم کی ترویج کے لئے ہی چلیں گی۔ آج یورپ میں جتنی کتابیں نکل رہی ہیں وہ سب کی سب عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی تصدیق کررہی اور اللہ تعالیٰ کی اس پیشگوئی کو سچا ثابت کررہی ہیں کہ قلم کے ذریعہ قرآن کریم کو پھیلایا جائے گا۔ عرب ہر قسم کے علوم سے نابلد تھے لیکن قرآن کریم پر ایمان لانے کے بعد وہ تمام دنیا کے استاد بن گئے اور فلسفہ جس پر یورپ کو آج بہت بڑا ناز ہے اس کے بھی وہی موجد قرار پائے۔......

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ علوم میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہتی ہے اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل کوشش کرتی ہے کہ اس کا علمی مقام پہلے سے بلند ہوجائے۔ لیکن اس کے باوجود بیج اپنی ذات میں جو قیمت رکھتا ہے اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ درخت کا پھیلاؤ خواہ کس قدر بڑھ جائے بیج کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح علوم خواہ کس قدر ترقی کر جائیں سہرا مسلمانوں کے سر ہی رہے گا اور مسلمانوں کا سر قرآن کریم کے آگے جھکا رہے گا کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس نے اعلان کیا کہ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ اب دنیا کو قلم کے ذریعہ علوم سکھانے کا وقت آگیا ہے۔ پس حقیقت یہی ہے کہ دنیا کو تمام علوم قرآن کریم نے ہی سکھائے ہیں۔ اگر قرآن نہ آیا ہوتا تو دنیا ایک ظلمت کدہ ہوتی۔ جہالت اور بربریت کا نظارہ پیش کررہی ہوتی۔ یہ قرآن کا احسان ہے کہ اس نے دنیا کو تاریکی سے نکالا اور علم کے میدان میں لاکر کھڑا کردیا۔

(تفسیر کبیر۔ جلد نہم۔ سورۃ العلق صفحہ 271-274)

مضمون: قرآنی علوم کی مثالیں

بعدازاں عزیزم عدنان کلیم نے ”قرآنی علوم کی مثالیں“ کے موضوع پر درج ذیل مضمون پیش کیا۔

پیارے بھائیو! قرآن کریم کے اندر بیشمار علوم موجود ہیں جن پر قرآن کریم بار بار غور کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے جیسے سورۃ روم کی آیات 22 تا 25 میں خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ ”یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غوروفکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں“۔ نیز فرمایا ”یقیناً اس میں عالموں کے لئے بہت سے نشانات ہیں“۔ پھر فرمایا ”یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں جو بات سنتے ہیں“۔ اسی طرح فرمایا ”یقیناً اس میں عقل رکھنے والے لوگوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں“۔

اب خاکسار وقت کی مناسبت سے آپ کے سامنے بیشمار قرآنی علوم میں سے چند مثالیں رکھتا ہے جن کے بارے میں قرآن ہمیں غور کرنے کی ہدایت فرماتا ہے۔

آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن کریم نے اس کائنات کی پیدائش (جسے بگ بینگ تھیوری کہا جاتا ہے) کائنات کے ہر لمحہ پھیلنے، اسی طرح گلیکسیز، ستاروں، سیّاروں، دمدار ستاروں، سورج اور چاند وغیرہ کے بارہ میں وہ معلومات دیں جو نئی تحقیقات کی روشنی میں اس زمانے میں ہم سمجھ سکے ہیں اور ابھی کتنی ہی ایسی معلومات ہوں گی جو ابھی ہم سمجھنے کے قابل نہیں ہوسکے۔ خداتعالیٰ سورۃ التکویر کی آیت 12 میں یہ پیشگوئی فرماتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں آسٹرونومی کے علم میں بہت ترقیات ہوں گی جیسا کہ فرمایا ”اور جب آسمان کی کھال ادھیڑ دی جائے گی“۔ آسٹرونومی کے موضوع پر قرآن کریم میں سینکڑوں آیات موجود ہیں جو ہمیں مزید ریسرچ کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔ آسمان کی طرح زمین کے بارہ میں بھی قرآن میں بیشمار آیات موجود ہیں۔ زمین کی پیدائش، زمین میں پہاڑوں کا بنایا جانا، پانی اور بادلوں کا نظام، درختوں کا اگانا، جانوروں اور پرندوں کا پیدا کرنا۔ غرض زمین کے تعلق میں جیالوجی کے ساتھ ساتھ دوسرے کئی علوم مثلاً Hydrology، Oceanology، Zoology، Botany وغیرہ حاصل کرنے اور ان پر غور کرنے کے بارہ میں قرآن کریم بار بار متوجہ کرتا ہے۔

اسی طرح خداتعالیٰ سورۃ الانفطار کی آیت 5 میں یہ پیشگوئی فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں آرکیالوجی کے علم میں بھی بہت ترقیات ہوں گی جیسا کہ فرمایا ”اور جب قبریں اکھیڑ کر اِدھر اُدھر بکھیر دی جائیں گی“۔ اس کے علاوہ Egyptology کے بارہ میں بھی بیشمار آیات موجود ہیں جو ہمیں History کے بارہ میں تحقیق کرنے کی ہدایت کرتی ہیں۔

قرآن کریم میں جابجا انسان کی پیدائش اور پیدائش کے مراحل کے بارہ میں آیات موجود ہیں اور خاص طور پر Embryology کے بارہ میں وہ معلومات دی گئی ہیں کہ آج بھی اس فیلڈ کے بہت سے ماہرین جو خداتعالیٰ پر یقین نہیں رکھتے قرآن کریم کی ان انفارمیشن پر حیران ہیں کہ پندرہ سو سال پہلے یہ معلومات کس طرح حاصل کی گئیں۔ یہ آیات یقیناً ہمیں اس فیلڈ میں بھی مزید ریسرچ کی دعوت دے رہی ہیں۔

خاکسار اس کم وقت میں صرف چند ایک علوم کا ذکر کرسکا ہے۔ جبکہ قرآن میں تمام روحانی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم کی بنیاد بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم خداتعالیٰ کی ان نشانیوں پر غوروفکر کرنے والے ہوں۔

مضمون: قرآن اور سائنس

اس کے بعد عزیزم حسن احمد نے ”قرآن اور سائنس“ کے موضوع پر درج ذیل مضمون پیش کیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”قرآن نے لوگوں کو سائنس کی تعلیم سے روکا نہیں بلکہ فرماتا ہے: قُلِ انْظُرُوْا مَا ذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ غور کرو زمین اور آسمان کی پیدائش میں (سورۃ یونس: 102) آسمان سے مراد سماوی علوم اور زمین سے ارضی یعنی جیالوجی، بیالوجی، آرکیالوجی، طبیعات وغیرہ علوم مراد ہیں۔ اگر خدا کے نزدیک ان علوم کے پڑھنے کا نتیجہ مذہب سے نفرت ہوتا تو قرآن کہتا ان علوم کو کبھی نہ پڑھنا۔ مگر اس کے برخلاف وہ تو کہتا ہے، ضرور غور کرو، ان علوم کو پڑھو اور اچھی طرح چھان بین کرو کیونکہ اسے معلوم ہے علوم میں جتنی ترقی ہوگی اس کی تصدیق ہوگی۔ قرآن کریم کی یہ آیت بھی سائنس کی طرف توجہ دلاتی ہے فرمایا: زمین و آسمان کی پیدائش میں اور دن رات کے اختلاف میں عقلمندوں کے لئے نشان ہیں۔ زمین اور آسمان کی پیدائش میں غور کرنے سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کوئی چیز فضول اور بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی۔ (آل عمران: 192,191) اب دیکھو اس آیت میں سائنس کے متعلق کیسی وسیع تعلیم دی گئی ہے۔ اشیاء کے فوائد اور پھر یہ نتیجہ کہ کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی یہ بغیر تحقیق کے کیسے معلوم ہوسکتا تھا۔ پس قرآن نے خواص الاشیاء کی طرف توجہ دلائی ہے اور ساتھ ہی یہ سنہری اصل بھی سکھا دیا ہے کہ کسی چیز کو بے فائدہ نہ سمجھو۔ ہم نے کوئی چیز فضول پیدا نہیں کی۔ گویا لمبی تحقیق جاری رکھنے اور عاجل نتائج سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔...... پس اسلام سائنس کی طرف توجہ دلاتا ہے اور سائنس کی تحقیقاتوں سے اسلام کی تائید ہوتی ہے۔“

(انوارالعلوم جلد 9 صفحہ 501 تا 503)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”آخر میں مَیں نوجوانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ ...... مذہب اسلام کا مطالعہ کرو، قرآن کو ہاتھ میں لو اور اس پر غور کرو۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سائنس مذہب کے خلاف نہیں ہے۔ کوئی سچی سائنس مذہب کے خلاف نہیں اور کوئی سچا مذہب سائنس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

......تم اپنے مذہب کی قدر کرو اور اس کا احترام کرو۔ اسلامی روح اپنے اندر پیدا کرو۔ پھر تمام تدابیر کامیاب ہوں گی۔ تم قرآن کو ہاتھ میں لو، اس کا مطالعہ کرو، اس کو غور سے Study کرو۔ اس کتاب کا احترام کرو۔ اس کی آیات پر ہنسی نہ کرو۔ صرف کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا کا مسئلہ ہی یاد نہ ہو بلکہ مذہب بھی سیکھو۔ یاد رکھو اس میں وہ علوم ہیں جو تمام دنیا کے تمدّن کو ہیچ کر دیں گے۔ تم اگر اسلام کا سچا نمونہ اختیار کرو گے تو تم کو روحانی اور جسمانی دونوں امور میں دنیا پر برتری حاصل ہوگی۔ لَااِلٰہَ اِلَّا للّٰہ کا نعرہ پھر بلند ہوگا اور اسلام کی حکومت آج سے تیرہ سو سال قبل کی طرح پھر دنیا پر قائم ہوگی۔ انشاءاللہ“۔

(مذہب اور سائنس انوارالعلوم جلد 9 صفحہ 518 تا 519)

سوال وجواب

پروگرام پیش کئے جانے کے بعد حضور انور نے واقفینِ نو بچوں کو سوالات پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

❁......**ایک واقف نے سوال کیا: جیسا کہ حضور ہر خطبہ میں فرماتے ہیں کہ ہر احمدی کو جماعت کے ساتھ اپنا تعلق اور محبت پختہ کرنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں میرا سوال ہے کہ ایک واقف نو طالب علم اپنے تعلق کو جماعت سے ظاہر اور پختہ کرنے کے لئے کیا کرسکتا ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ اگر آپ اپنے آپ کو واقف نو سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ نے ہمیں وقف کیا تو کس لئے کیا۔ قرآن کریم کی اُس آیت پر عمل کرتے ہوئے کیا جس میں حضرت مریم کی والدہ نے کہا تھا کہ جو کچھ میرے بطن میں ہے، میرے پیٹ میں ہے مَیں اُسے تیرے لئے وقف کرتی ہوں اور یہ خداتعالیٰ کو کہا تھا۔ تو آپ کے والدین نے آپ کو خداتعالیٰ کے لئے وقف کیا ہے۔ تو پہلے یہ سمجھو کہ خدا ہے کون اور جو خداتعالیٰ نے پیدائش کا مقصد بتایا ہے اس کو سمجھو۔ اور وہ کیا بتایا ہے؟ کہ میری عبادت کرو۔ اس لئے اللہ سے تعلق پیدا کرو۔ اور پہلی بات تو یہ ہے کہ اِس عمر میں پہلے تم لوگوں کو پانچ نمازوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ بہت سارے بچے اپنے گھروں میں دیکھ لیتے ہیں کہ کتنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ یا سردیوں میں یا گرمیوں میں موسم کی شدت کی وجہ سے اگر نمازیں کہیں جمع ہوجائیں یا میرے دوروں کی وجہ سے نمازیں جمع ہوجائیں تو سمجھتے ہیں کہ تین نمازیں ہیں۔ تو یاد رکھیں کہ نمازیں پانچ ہیں اور وقت پر پانچ نمازیں ادا کرو۔ پہلی بات تو یہ اللہ سے تعلق مضبوط کرو۔ پھر دین کا علم حاصل کرو۔ قرآن کریم کو پڑھو اس کا علم حاصل کرو۔ اس کو سمجھو پھر یہ اتنے زیادہ ہدایتوں پر مشتمل جو board لگائے ہوئے ہیں اِن پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ ایک واقف نو کو یہی کرنا چاہئے۔

❁......**ایک واقف نو نے عرض کی کہ میرا سوال یہ ہے کہ میں آپ کو نظم کے دو شعر سنا سکتا ہوں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا: یہ سوال تو نہیں جواب ہے۔ (مسکراتے ہوئے فرمایا) سنادو۔

چنانچہ بچے نے درج ذیل دو شعر سنائے ؎

سرزمین عرب سے چلی روشنی
آج تک ہے سفر میں وہی روشنی
ہم پہ احسان کیا ہے حضورؐ آپ نے
ہم اندھیروں میں تھے ہم کو دی روشنی

❁......**ایک واقف نو نے سوال کیا۔ حضرت نوح کی کشتی بننے میں کتنا ٹائم لگا تھا؟ اور کس مخلوق نے ان کی مدد کی تھی۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ٹائم تو نہیں لکھا ہوا۔ جب کشتی بنا رہے تھے۔ تو ساتھ جو اُن کی قوم تھی وہاں سے گزرتے تھے۔ قرآن شریف تو یہی بتاتا ہے کہ وہ ہنستے تھے کہ ہمارے یہاں تو پانی نہیں ہے، کچھ بھی نہیں ہے، تو کشتی کس لئے بنا رہے ہو۔ حضرت نوحؑ نے یہی جواب دیا تھا آج تم مجھ پر ہنس رہے ہو کل جب تمہیں اس کی اہمیت پتہ چلے گی تو پھر تم پر میں ہنسوں گا۔ کشتی بنانے میں کچھ عرصہ تو لگا ہی ہوگا اور شاید مدد بھی کرنے والے اُن کی مدد کرتے ہوں۔ جو اُن کے ماننے والے تھے۔ معین وقت دے کر اتنا precisely نہیں بتایا جاسکتا۔

❁......**ایک واقف نو بچہ نے سوال کیا: میرا سوال ہے کہ آپ مجھے ایک pen دیں گے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ سوال ہے؟ یہ تو بہت بڑا سوال ہے۔ بیٹھ جاؤ بعد میں کسی

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر359

مکرم محمد الحاج عبداللہ صاحب(1)

مکرم محمد الحاج عبداللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

میرا تعلق شام کے شہر ''حلب'' کے مضافاتی علاقے سے ہے جہاں میری پیدائش 1976ء میں ایک متدیّن خاندان میں ہوئی۔ مذہبی ماحول میں پروان چڑھنے کی وجہ سے میری سوچ پر بھی یہ رنگ غالب تھا۔ بچپن ہی سے خدا تعالیٰ کی تخلیق پر غور کرنا اور اس کی عظمتوں کے گن گانا میری فطرت ثانیہ بن گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے رؤیائے صالحہ کی نعمت سے بھی نوازا تھا اور ان میں سے اکثر کا پورا ہوجانا مجھے خدا کی قربت کا احساس دلاتا تھا۔

میرے والد صاحب فوج میں تھے جس کی بناء پر ہمیں فوجی کالونی میں ایک مختلف معاشرے میں رہنا پڑتا تھا جہاں عمومًا دینی رجحان نہ ہونے کے برابر تھا۔ چنانچہ میں اپنی عمر کے بچوں کو مسجد لے جانے اور انہیں دینی باتیں سکھانے میں پیش پیش تھا، حتی کہ نماز روزہ سے متعلقہ بعض ابتدائی امور بھی وہ مجھ سے سیکھتے تھے اور مذاق میں مجھے ''کفتارو'' کے نام سے یاد کرتے تھے، واضح رہے کہ ''کفتارو'' اس وقت کے شام کے مفتی کا نام تھا۔

کوڑوں کی سزا

ایف اے کے بعد میں دمشق منتقل ہوگیا جہاں دینی مدارس، مساجد میں ہونے والے دینی و علمی لیکچرز سے میں نے پوری طرح استفادہ کیا۔ یہاں مجھے بہت سی کتب کے مطالعہ کا بھی موقع ملا۔ ایک روز میں ایک شیعہ عالم کی کتاب پڑھ رہا تھا جس میں اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فورًا بعد پیدا ہونے والے حالات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت فاطمہؓ کے اختلاف کا ذکر کیا۔ اس شیعہ مصنف کا طرز تحریر اور حقائق کو پیش کرنے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ مجھے اس واقعہ کو پڑھ کر بہت افسوس ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں میرے دل میں وساوس جنم لینے لگے۔ رات کو سونے سے قبل مَیں نے اس موضوع کے بارہ میں سوچنا شروع کردیا یہاں تک کہ مجھے نیند آ گئی اور میں نے خواب میں دو آدمیوں کو دیکھا جن کے چہروں کے خدوخال واضح نہ تھے۔ وہ دونوں اچانک میری کمر پر کوڑے برسانے لگ گئے۔ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور معًا میرے ذہن میں اس کی یہی تعبیر آئی کہ یہ امّت کے بزرگوں کے بارہ میں گندی سوچ رکھنے والے کی سزا ہے۔ یہ سوچتے ہی میری طبیعت استغفار کی طرف مائل ہوگئی۔ پھر جب دوبارہ سویا تو دوبارہ خواب میں انہی دو آدمیوں کو دیکھا اور اس بار انہوں نے میری کمر پر زیادہ شدت کے ساتھ کوڑے برسائے۔ میں پھر گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور خود کلامی کے انداز میں کہنے لگ گیا کہ شاید میری غلطی بہت بڑی ہے جس کی وجہ سے بار بار مجھے کوڑوں کی سزا دی جا رہی ہے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت اس قسم کی بحثوں میں پڑنے سے توبہ کی، جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو اطمینان و تسکین کی ایسی نعمت سے بھر دیا کہ مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے سیدھے راستے کی ہدایت دے گا اور کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

تقدیر کے عجیب اتفاقات

مَیں ایک سیلز مین کی جاب کرتا تھا۔ میرے گاہکوں میں سے ایک کے بیٹے محمد الکیال سے میرا تعارف ہوا جو جلد ہی عزت و احترام کے ایک اچھے تعلق میں بدل گیا۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ احمدی ہے۔

ایک روز میں اپنے کام کے سلسلہ میں روٹین کے مطابق وہاں گیا تو دیکھا کہ وہ اپنی دکان کے سامنے اپنے ہمسائے سے محو گفتگو تھا۔ قریب سے گزرتے ہوئے میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ جب کوئی شخص نئے خیالات یا نئی بات پیش کر رہا ہو تو کم از کم اسے غور سے سننا چاہئے۔

آدابِ گفتگو کے تقاضا کے پیش نظر میرا کسی کی ذاتی باتوں میں دخل دینا مناسب تو نہ تھا لیکن مجھ سے رہا نہ گیا اور ان آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جھٹ سوال پوچھا کہ آج کون ہے جو نئی بات پیش کرنے کی جرأت کرسکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ سب وہی پرانی باتیں دُہرا رہے ہیں۔ یہ سن کر محمد الکیال میرے ساتھ بیٹھ گئے اور مجھے جماعت کا تعارف کروانے کے علاوہ اس کے بنیادی عقائد اور تجدیدی مفاہیم کے بارہ میں بتایا۔ میں نے اس سے جماعت کی بعض کتب کا مطالبہ کیا تو اس نے مجھے 'اسلامی اصول کی فلاسفی' کا عربی ترجمہ دیا۔ میں اس کتاب کو پڑھ کر بہت متاثر ہوا اور اس میں پائی جانے والی منطقی اور عقلی باتوں کو بہت پسند کیا۔ پھر تقریبًا ایک سال تک میں جماعت کی مختلف کتب پڑھتا رہا۔ نیز ایم ٹی اے العربیہ بھی دیکھنا شروع کردیا۔

مجھ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی شعروں اور نثر کے پُر بلاغت اور پُر تاثیر اسلوب نے جادو کا سا اثر کیا۔ شاید اس کی یہ وجہ بھی تھی کہ مجھے عربی زبان اور شعر و ادب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا نیز مجھے لاتعداد شعر یاد تھے اور میں خود بھی شعر کہتا ہوں۔ میرے لئے یہ تسلیم کرنا نہایت مشکل امر تھا کہ یہ عربی تالیفات کسی غیر عرب کے قلم کا شاہکار ہیں۔ بعد میں جب مجھے یہ پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام نے عربی زبان خدا تعالیٰ کی خاص قدرت سے سیکھی تھی تو سب اِشکال دور ہوگیا۔

روحانی چشمہ سے آبیاری

ایک سال کے مطالعہ، ایم ٹی اے دیکھنے اور جماعت کے عقائد کا موازنہ کرنے کے بعد میرے دل میں جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی خواہش جنم لینے لگی۔ لیکن میں اپنی باطنی طہارت کے حوالے سے اپنے آپ کو اس پاکیزہ جماعت کے قابل نہ سمجھتا تھا اور اس مقام تک پہنچنے کی راہوں سے ناآشنا تھا۔ لہٰذا میں نے محمد کیال سے کہا کہ مجھے بعض احمدیوں سے ملوا دو۔ اس نے اپنے گھر پر ہی چند احمدیوں کے ساتھ ملاقات کا بندوبست کرلیا جن میں ایک دوست ''بدر کوجان'' صاحب بھی تھے۔ ان کے ساتھ روحانی ارتقاء کے ذرائع کے بارہ میں بات کرکے یوں محسوس ہوا کہ جیسے میری روحانی پیاس کی تسکین ہونے لگی ہے اور میں نے کہا کہ محمد الکیال نے مجھے چشمہ کی خبر دی اور بدر کوجان نے مجھے اس میں سے پانی پلادیا۔

استخارہ اور لیلۃ القدر

چونکہ مجھے رؤیائے صالحہ وغیرہ کی بناء پر یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضائع نہیں کرے گا اور ضرور مجھے ہدایت دے گا۔ لہٰذا یہ سوچ کر مَیں نے استخارہ کرنا شروع کیا۔

میں اپنے کام کے سلسلہ میں دمشق میں تھا جبکہ میری بیوی ''حلب'' میں دیگر اہل خانہ کے ساتھ رہتی تھی۔ میں نے استخارہ شروع کرنے کے بعد اپنی بیوی کو فون کرکے کہا کہ اس عرصہ میں اگر کوئی خواب دیکھو تو مجھے ضرور بتانا۔

چند ایام کے بعد آنے والی ایک رات میرے لئے لیلۃ القدر ثابت ہوئی جس میں مَیں نے ایک نہایت عظیم رؤیا دیکھا۔ میں نے اپنے ایک نیک و پارسا رشتہ دار کو خواب میں دیکھا۔ اس نے مجھے ایک ورق دیتے ہوئے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ میں نے وفورِ شوق سے اسے بسرعت کھولا تو اس میں لکھا تھا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں بیدار ہوا تو بہت خوش تھا اور میری زبان پر یہ آیت کریمہ جاری تھی: {اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ آمِنِيْن}۔

جماعت میں داخل ہونے کے لئے یہ ایک واضح پیغام تھا۔ گو رؤیا آنے والے امام مہدی اور مسیح موعود کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پہنچانے کی طرف بھی اشارہ کررہا تھا لیکن اس وقت مجھے اس بات کا علم نہ تھا۔ بہرحال مجھے یقین تھا کہ یہ میرے استخارہ کا جواب ہے۔ اسی روز میری اہلیہ نے فون کرکے مجھے بتایا کہ اس نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ میں اس سے عطر کی شیشی مانگتا ہوں، وہ اپنے پرس سے یہ شیشی نکال کر پہلے خود خوشبو سونگھتی ہے پھر مجھے پکڑا دیتی ہے۔

ان دونوں رؤیا کی بناء پر میں نے بیعت کا مرحلہ طے کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ میں نے سوچا کہ میری اہلیہ بھی عنقریب دمشق آرہی ہیں لہٰذا میں اس سے بھی بات کرلوں گا، شاید میری بات سن کر اسے بھی انشراح صدر ہوجائے۔ جب میری اہلیہ آئی تو میں نے اس سے مختلف موضوعات پر بات کی۔ اس کی طرف سے قبولیت کے آثار نمایاں تھے تاہم اس کی طرف سے مجھے بیعت کا عندیہ نہ ملا۔

مجھ سے پہلے اہلیہ کی بیعت

چونکہ میں تو بیعت کا فیصلہ کرچکا تھا اس لئے میں نے اس کی تیاری شروع کردی۔ بیعت والے دن دمشق کی ایک جماعت کے صدر مکرم معتز قزق صاحب اور ان کی اہلیہ ہمارے گھر تشریف لائے اور دونوں کے ہاتھوں میں ایک ایک بیعت فارم تھا، حالانکہ میری اہلیہ کا اس وقت تک بیعت کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ معتز قزق صاحب کی اہلیہ میری اہلیہ کے ساتھ ایک کمرے میں چلی گئیں اور ہم فارم پُر کرنے سے قبل بعض مسائل کے بارہ میں گفتگو کرنے لگ گئے۔ کچھ دیر کے بعد میری اہلیہ آئی اور اس نے بیعت فارم مجھے تھماتے ہوئے کہا کہ میں نے بھی بیعت کرلی ہے۔ اس وقت مجھے اس کا رؤیا یاد آ گیا جس میں اس نے مجھے عطر کی شیشی تھمانے سے قبل پہلے خود اس کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ چنانچہ میں نے کہا کہ میں نے تو ابھی بیعت فارم پر دستخط نہیں کئے اور تم غیر متوقع طور پر مجھ سے پہلے فارم پُر کرکے لے آئی ہو، یہ تو رؤیا والی بات ہی ہوگئی کہ تم نے عطر کی خوشبو مجھ سے پہلے سونگھ لی ہے۔

عطاءِ الٰہی

جب ہم نے بیعت کی تو اس وقت میری اہلیہ امید سے تھیں۔ ان دنوں میں ہم میاں بیوی بیٹھ کر جماعت کی کتب کا مطالعہ کرتے تھے، جن میں سے تفسیر کبیر خصوصی طور پر ہماری توجہ کا مرکز بنی۔ ایک رات ہم بیٹھے تفسیر کبیر میں مؤلف کا تعارف پڑھ رہے تھے تو میرے دل میں ایک معصوم سی خواہش نے جنم لیا۔ میں نے اس کے بارہ میں اپنی بیوی کو بتایا اور پھر ہم نے مل کر فیصلہ کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں بیٹا عطا فرمائے گا تو ہم اس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے نام پر ''بشیر'' رکھیں گے۔

اسی رات میری اہلیہ نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے خوبصورت بیٹے سے نوازا ہے جس کے کان میں نذر کی چمکتی ہوئی بالی ہے جس پر ''بشیر'' لکھا ہوا ہے۔ اس رؤیا کے بعد ہماری خدا تعالیٰ سے یہی امید لگ گئی کہ ہمارے ہاں بشیر کی ہی پیدائش ہوگی۔

ولادت سے دو ماہ قبل میری بدر کوجان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ جماعت میں اولاد کو پیدائش سے پہلے وقف کرنے کی سنّت کو بھی زندہ کیا گیا ہے۔ اور اگر آپ چاہیں تو اس تحریک میں شامل ہوسکتے ہیں۔ ہم نے فورًا ہونے والے بچے کو وقفِ نو میں شامل کرنے کی درخواست پر مشتمل خط حضور انور کی خدمت میں ارسال کردیا۔ اور بہت ہی کم مدت میں حضور انور کی طرف سے قبولیت کا خط بھی ہمیں مل گیا۔ جب میں نے یہ خط اور اس کے نیچے حضور انور کے دستخط دیکھے تو ایسے لگا جیسے آج مجھے دنیا کی ہر نعمت مل گئی ہے، شدت جذبات سے مغلوب ہوکر میں بچوں کی طرح رونے لگ گیا۔ چند روز کے بعد ہی ہمارے ہاں ایک خوبصورت بیٹے کی ولادت ہوئی اور ہم نے اس کا نام بشیر رکھا۔ فالحمدللہ۔

مخالفت

میں نے بیعت سے قبل ہی جماعت کے عقائد کے بارہ میں اپنے اہل خاندان سے بات شروع کردی تھی۔ لیکن مجھے یہ جان کر شدید دھچکا لگا کہ انہوں نے جماعت کے بارہ میں پہلے سے ہی ایک منفی تصویر بنا رکھی تھی۔ وہ جماعت کو کافر، فاسق اور بے دین خیال کرتے تھے۔ ان کی معلومات کا منبع مولویوں کے وعظ اور نام نہاد علمائے دین کی کتب اور میڈیا تھا۔ علاوہ ازیں میری سوتیلی والدہ کے کسی رشتہ دار نے قبل ازیں احمدیت قبول کرلی تھی جس کے بعد ان کے تمام خاندان نے اس احمدی سے قطع تعلق کرلیا۔ چنانچہ اسی بناء پر میرے والد صاحب جماعت کے بارہ میں کسی قسم کی بات سننا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ لیکن جب انہیں علم ہوا کہ میں نے اور میری بیوی نے بھی بیعت کرلی ہے تو وہ شدید غضبناک ہوگئے۔ ایک وہ وقت تھا کہ جب وہ احمدیت کے بارہ میں کچھ سننا نہیں چاہتے تھے اور اب یہ وقت آ گیا کہ وہ مجھے احمدیت سے برگشتہ کرنے کیلئے موقع کی تلاش میں رہتے۔ انہوں نے کبھی ڈرا کر تو کبھی لالچ دے کر مجھے احمدیت سے دور کرنے کی کوشش کی۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے رشتہ داروں کے ذریعہ مجھ پر دباؤ ڈلوایا اور ان کو لا لا کر میرے ساتھ بحثیں کرنے پر مجبور کیا۔ پھر ایک وقت میں کئی کئی مولویوں کو مجھ سے بات کرنے کے لئے لے آتے تھے جن میں سے بعض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں مجھے مباہلوں کے چیلنجز بھی دیئے لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے صبر و ثبات عطا فرمایا اور کوئی مجھے احمدیت سے دور کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔

..........(باقی آئندہ)

ایک عظیم انقلاب اور ہماری ذمہ داری

عبادت کا قیام اور بنی نوع انسان سے ہمدردی

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطاب سے انتخاب)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے دورۂ فجی کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

عبادت کرنے کی طرف توجہ کریں

''......خدا کے وہ بندے جو عبادت کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں اور بنی نوع انسان پر رحمت اور شفقت کے ساتھ مائل ہوتے ہیں اور ان کے لئے قربانیاں کرتے ہیں خدا کے یہ بندے ہمیشہ فتح کے لئے پیدا کئے جاتے ہیں اور ان کے مقدر میں مغلوب ہونا نہیں لکھا جاتا۔ پس خدا کے عبادت کرنے والے بندے بنیں۔

''عبادت'' میں جو بڑے وسیع مفہوم ہیں وہ انسانی زندگی کے ہر دائرہ پر حاوی ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور رحمۃ للعالمین میں جو مضامین ہیں وہ انسانی زندگی کے اس سارے دائرہ پر حاوی ہیں جس کا تعلق بنی نوع انسان سے ہے۔ لیکن مَیں یہ دیکھتا ہوں کہ ابھی عبادت کی طرف جیسا کہ حق ہے پوری طرح توجہ نہیں ہے۔ عبادت کے کئی مراحل ہیں اور آپ جو خدام الاحمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ آپ کا عبادت کا زمانہ ہے۔ وہ لوگ جو جوانی میں عبادت نہیں کرنا جانتے ان کی بڑھاپے کی عبادتیں بھی بیکار ہوتی ہیں سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کا فضل غیر معمولی طور پر کسی کو توفیق عطا فرمائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جوانی ہی وہ دَور ہے جس میں عبادت کرنے کا مزہ بھی آتا ہے اور عبادت کرنے کی توفیق بھی زیادہ ملتی ہے۔ بڑھاپے میں تو کمزوریاں اور بیماریاں ہیں۔ ہڈیاں دکھتی ہیں۔ انسان خواہش بھی کرتا ہے تو بعض دفعہ آنکھ نہیں کھلتی، آنکھ کھلتی ہے تو دماغ سستی اور کمزوری کا شکار ہو چکا ہوتا ہے۔ طبیعت میں زور نہیں رہتا اور انسان اپنی عبادت میں جان نہیں ڈال سکتا۔ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے استثناء ہیں، جو استثناء آپ کو نظر آئیں گے ان میں سے اکثر وہ لوگ نظر آئیں گے جنہیں جوانی میں عبادت کی عادت پڑی تھی وہی عبادتیں ہیں جو پھر آگے بڑھاپے میں بھی ان کا ساتھ دیتی رہیں۔ تو عبادت کی طرف توجہ کریں۔ اور بڑے اہتمام اور توجہ سے نماز باجماعت قائم کریں اور صرف نماز باجماعت ہی کو قائم نہ کریں بلکہ خدام کو بار بار یاددہانی کروائیں کہ وہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے تعلق کو ہمیشہ یاد رکھا کریں اور زندہ رکھا کریں۔ اکثر نماز پڑھنے والے ایسے ہیں کہ وہ نماز پڑھنے کے عادی بھی ہیں لیکن غفلت کی حالت میں نماز ادا کرتے ہیں۔ سورۃ فاتحہ ایک ایسا بڑا خزانہ ہے جو نہ ختم ہونے والا ہے لیکن اس پر بھی پورا غور نہیں کرتے۔

پس جب مَیں یہ کہتا ہوں کہ عبادت قائم کریں تو مراد یہ ہے کہ عبادت کو اس کی سچی روح کے ساتھ قائم کریں۔ عورتیں بھی، بچے بھی، مرد بھی، بوڑھے اور جوان بھی۔ جہاں جہاں احمدی ہو وہ خدا کا سب سے زیادہ عبادت کرنے والا بندہ بن جائے اور عبادت کا جھنڈا اُٹھا لے کیونکہ خدا تعالیٰ عبادت کرنے والوں کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا۔ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ دنیا کے مقابل پر عبادت کرنے والوں کو ہلاک ہونے دے۔ اس لئے جتنی زیادہ مخالفت باہر سے ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ آپ کو عبادت کی ضرورت ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہی وہ مرکزی نقطہ تھا جس کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے دن دعا کے لئے اختیار فرمایا، جب ایسی نازک حالت تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ چند لمحوں کے اندر دشمن کی قوی فوج چند بیچارے نہتے اور کمزور اور ایسے مسلمانوں کو جن میں بوڑھے بچے اور بہت ہی کمزور، بیمار اور لنگڑے بھی شامل تھے، انہیں تہِ تیغ کر کے رکھ دیں گے۔ ان کے ٹکڑے اُڑا دیں گے۔ اس وقت بظاہر تو یہی نظر آ رہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرفان نے آپ کو یہ گُر سکھایا کہ آج سب سے زیادہ مقبول دعا وہ ہوگی جس میں عبادت کا حوالہ دیا جائے گا۔ اس دن آپؐ نے خدا کے حضور روتے ہوئے یہ عرض کیا کہ اے خدا! اگر آج تو نے اس کمزور سی جماعت کو ہلاک ہونے دیا، فَلَنْ تُعْبَدَ فِي الْاَرْضِ اَبَدًا۔ پھر کبھی قیامت تک تیری عبادت نہیں کی جائے گی کیونکہ عبادت کرنے والے تو مَیں نے تیار کئے ہیں اور مَیں نے عبادت کے گُر تجھ سے سیکھے تھے۔ کبھی کسی عبادت کرنے والے نے تیری ایسی عبادت نہیں کی تھی جیسی محبت اور پیار اور عشق کے ساتھ مَیں نے کی۔ یہ لوگ میرے پروردہ ہیں انہیں عبادت کے راز مَیں نے سکھائے ہیں۔ اے خدا! اگر آج تُو انہیں مٹنے دے گا تو کون ہے پھر جو تیری عبادت کرے گا۔ اس میں دھمکی نہیں تھی (نعوذ باللہ من ذالک) اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گویا خدا کو دھمکی دے رہے ہیں۔ یہ بھی عشق کا اظہار تھا کہ میرا دل برداشت نہیں کر سکتا کہ دنیا تیری عبادت سے خالی ہو جائے۔ میری اتنی محنت ہے۔ مَیں نے اس رستہ میں اپنا خون بہایا۔ تیری راہ میں تکلیفیں اٹھائیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ عبادت کرنے والے پیدا کر دوں اور آج مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ بظاہر ایک طاقتور دشمن کے مقابل پر مغلوب ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں، اگر تیرا فضل شامل نہ ہو۔ خدا نے اس دعا کو کس طرح سنا؟ ان چند لوگوں کو یہ قوت عطا فرمائی کہ انہوں نے سارے مکّہ کے جگر کاٹ کر پھینک دیئے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اہل مکّہ نے اپنے جگر پیش کر دیے تھے جنہیں مسلمانوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ ان کے سارے غرور اس دن توڑ دیے گئے اور اسلام کی فتح کی داغ بیل اگر ڈالی گئی تھی تو بدر کے دن ڈالی گئی تھی۔ بہت ہی عظیم الشان وہ دن تھا لیکن عبادت کے زور پر جیتا گیا ہے، کسی انسانی طاقت سے نہیں جیتا گیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی وہ عارفانہ دعا تھی جس نے اس دن کی کایا پلٹی ہے۔

ہماری سب سے بڑی دولت

پس آج ہم اس ساری دنیا کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے ہیں۔ آج تو ہماری وہ نسبت بھی نہیں ہے۔ 313 اور ایک ہزار میں تو کوئی نسبت ہو سکتی ہے لیکن ارب ہا ارب انسانوں کے مقابل پر ہم احمدیوں کی حیثیت ہی کیا ہے۔ ایک کروڑ کا اندازہ لگایا گیا ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ پورا کروڑ ہو۔ کم و بیش بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کے مقابل پر کئی ارب آبادی ہے اور پھر ساری طاقتیں بھی ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں اور وہ لوگ دنیا کی طاقتوں کے سرچشموں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ سیاست ان کے ہاتھ میں ہے۔ دولتیں ان کے پاس ہیں۔ دنیا کے دیگر نظام فلسفہ، سائنس اور دیگر علوم ان سب کے سرچشموں پر وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ حسب توفیق دنیا میں بانٹ رہے ہیں۔ اب احمدیوں کے پاس کیا ہے؟ اس دنیا کے مقابل پر تو کچھ بھی نہیں لیکن ایک چیز ہے جو دنیا کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اس لحاظ سے دنیا تہی دست اور فقیر ہے خالی دامن لے کر بیٹھی ہوئی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

پس اگر اس دولت سے بھی آپ ہاتھ دھو بیٹھیں، اگر اس دولت سے بھی بے اعتنائی کر جائیں۔ اجتماعوں میں حاضر ہوں اور یہاں پانچ نمازیں بھی پڑھیں اور تہجد بھی پڑھیں اور واپس جا کر یہ بوجھ اس طرح اتار کر پھینکیں جس طرح گدھا سفر کی صعوبت کے بعد جب گھر پہنچتا ہے تو اس کے بوجھ اتار کر پھینک دیے جاتے ہیں۔ تو پھر تو اس زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہوگا۔ اس اجتماع کی رونق کا کوئی مقصد نہیں ہوگا۔ بالکل بیکار جائے گی۔ میری نظر میں اس کی کوئی بھی قیمت نہیں اس لئے کہ میرے خدا کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ آپ عبادت سیکھنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ عبادت سیکھ کر جائیں اور اپنی عبادت میں روح بھر دیں اور اپنی عبادت میں خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق کی چاشنی ملا دیں پھر دیکھیں آپ ایک بدلی ہوئی قوم ہوں گے۔ ایک نئی قوم کے طور پر دنیا میں ابھریں گے۔ خدا کی محبت اور پیار کی نظریں ہر اس جگہ پر پڑیں گی جہاں خدا کی عبادت کرنے والا احمدی بس رہا ہوگا۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ دنیا آپ کو شکست دے سکے۔ پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ نہ جیتیں اور دشمن جیت جائے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے

تو عبادت کے منارے ہی تھے جو اونچے کئے جا رہے تھے۔ اور وہ خدا سے دوری کے گڑھے تھے جن میں وہ دشمن اتارے جا رہے تھے۔ پس اس بلند و بالا مینار پر قدم رکھیں جو عبادت کا مینار ہے اور خدا کے حضور جھک جائیں اور اپنی روحوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیشہ سجدہ ریز رکھیں۔ عبادت کرنا سیکھیں اور لوگوں کو سمجھائیں اور اگر عبادت میں کچھ عرصہ گزر جائے اور آپ کی آنکھیں تر نہ ہوں آپ کے دل میں ہیجان پیدا نہ ہو تو اپنی فکر کریں۔

ایک جرمن احمدی کا واقعہ

ایک جرمن احمدی دوست تھے جو اپنی بڑی عمر میں ہی احمدی ہوئے تھے اور احمدی ہوئے ابھی دو چار سال گزرے تھے تو وہ مجھے ملے۔ ان کی یہ بات مجھے بڑی پیاری لگی۔ انہوں نے کہا کہ **اگر ایک ہفتہ ایسا گزر جائے کہ جب اللہ کی راہ میں میری بدقسمت آنکھیں آنسو نہ بہائیں تو مجھے بڑی تکلیف پہنچتی ہے** اور میں کہتا ہوں خاک ہے ان آنکھوں پر کیوں مجھے یہ آنکھیں ملی ہیں؟ جو اللہ کی راہ میں آنسو پہ آنسو نہیں بہانا جانتیں۔ اور پھر میرا دل اس غم سے ایسا بھر جاتا ہے کہ پھر عشق خدا ابھر ابھر کر اور ابل ابل کر میری آنکھوں سے برسنے لگتا ہے۔ تو اگر آپ کو یہ توفیق نہ ملے تو اس قسم کی دردناک باتیں سوچا کریں جیسے اس جرمن کو خدا نے توفیق عطا فرمائی۔ کوشش کریں اور بے شک مصنوعی طریق اختیار کریں لیکن محبت میں تصنع نہ ہو درد پیدا کرنے میں بیشک تصنع سے کام لیں۔ اگر یہ درد ایک دفعہ دل میں پیدا ہو جائے تو پھر وہ خود پکڑے گا اور آپ کی ساری ہستی پر یہ غالب آ جائے گا۔ اس لئے **خدا تعالیٰ کی عبادت اس طرح کریں کہ اس میں پیار اور محبت شامل ہو جائے۔**

بنی نوع انسان کی ہمدردی

جہاں تک دوسرے حصہ کا تعلق ہے یعنی بنی نوع انسان کی ہمدردی اس میں رحمۃ للعالمین کا خطاب جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا وہ اس جنگ میں ہمارا دوسرا بازو مضبوط کر رہا ہے۔ آپ کی حفاظت کے لئے دائیں طرف عبادت کھڑی ہو جائے گی اور بائیں طرف بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی آپ کی حفاظت کر رہی ہوگی۔ اس ہمدردی کا راز یہ ہے اور رحمت قرار دینے میں حکمت یہ ہے کہ الٰہی جماعتوں کی شدید مخالفتیں ہوا کرتی ہیں اور الٰہی جماعتوں کے خلاف شدید نفرتیں پیدا کی جاتی ہیں اور بعض دفعہ کم حوصلہ لوگ رستہ میں ہمت ہار بیٹھتے ہیں اور پھر نفرتوں کا جواب نفرت سے دینے لگ جاتے ہیں یا جہاں جہاں انہیں طاقت نصیب ہو وہاں وہ سمجھتے ہیں کہ اب ہمارا حق ہے کہ نفرت کا جواب نفرت سے، پتھر کا جواب پتھر سے، جوتی کا جواب جوتی سے دیں۔ رحمۃ للعالمین ایک ایسی کیفیت ہے جو کسی وقت بھی نفرت میں تبدیل نہیں ہوتی۔ کسی حال میں بھی انسان کو منتقم نہیں بناتی بلکہ بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کی یہ کیفیت مسلسل زندہ رکھتی ہے۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے یہ بہت ہی ضروری ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں رحمت بننے کی کوشش کریں۔ دنیا آپ کو لاکھ گالیاں دے آپ پر پتھراؤ کرے۔ آپ کے گھروں کو جلانے کے عزائم کرے۔ لاکھ سکیمیں بنائے اور دنیا کے ملک ملک میں آپ کے خلاف تحریکیں چلائے۔ آپ کے امن کو برباد کر دے لاکھ کوشش کرے کہ جڑوں سے اکھیڑ کر پھینک دے۔ ایک ایک احمدی کو اپنے گھروں میں اور پھر ان کے گھروں کو جلا کر خاکستر کر دے۔ نفرتیں جو بدشکل اختیار کر سکتی ہے وہ کر جائیں۔ جو بھیانک صورتیں سچائی کی دشمنی اختیار کر سکتی ہے، جو روپ دھار سکتی ہے وہ روپ دھار لے اس کے باوجود رحمۃ للعالمینؐ کی غلامی کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی رحمت پر آنچ نہ آئے۔ اگر آپ کی رحمت پر آنچ نہیں آئے گی تو آپ کی ذات پر بھی آنچ نہیں آئے گی۔ آپ کو ہر نفرت کا جواب محبت سے دینا پڑے گا۔ اپنے دلوں کو ٹٹول ٹٹول کر نفرت کے خیالات کو دلوں سے نکال کر باہر پھینک دینا ہوگا۔ پاک کریں اپنے دلوں کو اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے اُسوہ سے رنگین کر لیں۔ پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ آپ کو ہر مقام پر، ہر میدان میں، ہر ملک میں، ہر برّ اعظم میں کیسی عظیم الشان فتوحات عطا فرماتا چلا جائے گا۔ آج دنیا کو خدا تعالیٰ کی محبت کی ضرورت ہے۔

اللہ کی محبت اختیار کریں

عبادت اور رحمت ان دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہو جائے۔ سچی رحمت بھی خدا کی محبت سے ہی پھوٹتی ہے۔ یہاں جا کر توحید کا مضمون کامل ہوتا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب خدا کے عابد بنے اور عبد بنے اور بنی نوع انسان کے لئے رحمت بنے تو یہ ایک ہی چیز کے دو نام تھے۔ **اللہ ہی کی محبت ہے جو کبھی خدا کی عبادت کے رنگ اختیار کر جاتی ہے اور کبھی بنی نوع انسان کے لئے رحمت کا رنگ اختیار کر جاتی ہے۔** پس آپ کو خدا کی محبت کے گیت گانے پڑیں گے۔ ساری دنیا میں وہ سُر الاپنے پڑیں گے جو ساری دنیا کو خدائے واحد کی طرف واپس کھینچ کر لے آئیں''۔

(الفضل ''جلسہ سالانہ نمبر'' 1983ء صفحہ 7 تا 15)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی نظام میں ایک مرکزی نظام کے علاوہ ذیلی تنظیموں کا بھی نظام ہے اور پھر جماعتی مرکزی نظام میں بھی اور ذیلی تنظیموں کے نظام میں بھی ملکی سطح سے لے کر مقامی محلے کی سطح تک عہدیدار مقرر ہیں اور ہر عہدیدار سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ خلافت کا دست و بازو بن کر ان فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرے جو وسیع تر پھیلاؤ کے ساتھ خلافت کی ذمہ داری ہے۔ پس اگر اس بات کو تمام مربیان اور عہدیدار سمجھ لیں تو ایک انقلابی تبدیلی جماعت میں پیدا ہو سکتی ہے۔

کسی بھی عہدیدار کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ نصیحت کرنا میرا کام نہیں۔ یہ تو صرف امیر جماعت یا صدر جماعت یا سیکرٹری یا مربی یا ایک دو دوسرے سیکرٹریان کا کام ہے یا اسی طرح صدر انصاراللہ یا ان کے تربیتی شعبہ کا کام ہے یا صدر خدام الاحمدیہ یا ان کے تربیتی شعبہ کا کام ہے یا لجنہ کی صدر اور ان کے تربیتی شعبہ کا کام ہے۔ نہیں، بلکہ ہر سیکرٹری چاہے وہ سیکرٹری ضیافت ہے یا ذیلی تنظیموں میں خدمت خلق یا کھیلوں کا نگران ہے، کوئی بھی ہے اگر وہ کسی بھی صورت میں خدمت انجام دے رہا ہے تو اس کا کام ہے کہ اپنے نمونے قائم کرے۔

رمضان کا مہینہ بندے کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ مہینہ جہاں ہمیں ہماری عبادتوں کی طرف توجہ دلانے کا مہینہ ہے وہاں ہماری کمزوریوں کی طرف توجہ دلانے اور ان کی اصلاح کا بھی مہینہ ہے۔ پس اس مہینے میں ہمیں اپنی کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں کی جگالی کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ نمازیں اور عبادت تو ہر مومن کا ویسے بھی ایک فرض ہے۔ ہاں رمضان میں ہمیں ان عبادتوں میں، نمازوں میں مزید خوبصورتی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اسی طرح زیادہ سے زیادہ اپنی زبانوں کو ذکر الٰہی سے بھی تر رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیں اس نیّت سے مسجدوں کی آبادی اور عبادت کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں اور اس مہینے کی عبادتوں کو پھر زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ عبادت کا مقصد صرف خدا کو پہچاننا نہیں بلکہ تقویٰ پیدا کر کے اپنی روحانی بلندیوں کو حاصل کرنا ہے۔

مجھے جب بعض کارکنان اور عہدیداروں کے بارے میں یہ شکایت ملتی ہے کہ وہ نمازوں میں سست ہیں۔ مسجد میں نہیں آتے یا بعض ایسے ہیں کہ گھروں میں بھی نہیں پڑھتے اور ان کی بیویاں شکایت کر رہی ہوتی ہیں تو اس بات پر بڑی شرمندگی ہوتی ہے۔ پس ہمیں اپنی عبادتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور جب تقویٰ نہ ہو تو پھر انسان نہ خدا تعالیٰ کے حق ادا کر سکتا ہے، نہ ہی اس کی مخلوق کے حق ادا کر سکتا ہے، نہ ہی جماعت کے لئے کوئی کارآمد وجود بن سکتا ہے، نہ ہی اس کے کام میں برکت پڑ سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو ایک پاک جماعت کے قیام کے لئے آئے تھے آپ نے اپنی شرائط بیعت میں دوسری شرط میں خاص طور پر خیانت نہ کرنے اور اس سے بچنے کا ہم سے عہد لیا ہے۔ خائن نہ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حقوق ادا کرنے والا ہو سکتا ہے، نہ ہی بندوں کے حقوق ادا کرنے والا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آدمی خائن بھی ہو اور تقویٰ پر چلنے والا بھی ہو اور حقوق ادا کرنے والا بھی ہو۔ نتیجۃً ایسے شخص کی عبادتیں بھی اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ عابد بننا تو بہت بڑی بات ہے، ایک خائن تو ایمان لانے والا بھی نہیں کہلا سکتا۔

جماعت کا ہر فرد اپنے اپنے اجتماعوں میں یہ عہد دہراتا ہے کہ وہ نظام جماعت کا پابند رہے گا۔ پس یہ عہد بھی ایک امانت ہے اور اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اسے پورا کرنا ضروری ہے۔ خلافت سے وابستگی اور اطاعت یہ بھی ضروری ہے۔

قرآن مجید، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے امانتوں کی ادائیگی اور خیانت سے بچنے اور غصہ کو دبانے اور اعلیٰ اخلاق دکھانے سے متعلق تاکیدی نصائح۔

جماعت کی ترقی اور دشمنوں کے خطرناک منصوبوں سے بچنے اور غلبۂ اسلام کے لئے بہت دعائیں کرنے کی نصیحت

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 03/ جولائی 2015ء بمطابق 03 وفا 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں جو احکامات دیئے ہیں ان کو یاد رکھنا، ان کو دہراتے رہنا، انہیں دوسرے جن لوگوں کی یاد دلانے کی ذمہ داری ہے کو بھی یاد دلانا، مومنین کی جماعت کا کام ہے۔ یہ جو میں نے کہا کہ ان احکامات کو دوسروں کو یاد دلانا، یاد دلاتے رہنا جن کی یاد دلانے کی ذمہ داری ہے اس میں ہم میں سے وہ سب شامل ہیں جو یا مربّیان ہیں یا عہدیداران۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی نظام میں ایک مرکزی نظام کے علاوہ ذیلی تنظیموں کا بھی نظام ہے اور پھر جماعتی مرکزی نظام میں بھی اور ذیلی تنظیموں کے نظام میں بھی ملکی سطح سے لے کر مقامی محلے کی سطح تک عہدیدار مقرر ہیں اور ہر عہدیدار سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ خلافت کا دست و بازو بن کر ان فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرے جو وسیع تر پھیلاؤ کے ساتھ خلافت کی ذمہ داری ہے۔ پس اگر اس بات کو تمام مربیان اور عہدیدار سمجھ لیں تو ایک انقلابی تبدیلی جماعت میں پیدا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو دوسروں کو یاد دلانا یا یہ احساس پیدا ہونا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے طوعی طور پر یا مکمل طور پر وقف زندگی کر کے جو جماعتی خدمت کی توفیق دی ہے تو میں سب سے پہلے اپنے جائزے لوں کہ کس حد تک مَیں خود اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کر کے وہ نمونہ بننے کی کوشش کر رہا ہوں جو ایک خدمت کرنے والے کی ذمہ داری ہے تا کہ میں دوسروں کو ان احکامات کی یاد دلا سکوں۔ اگر میں صرف

دوسروں کو یاد دلا رہا ہوں اور میرا اپنا عمل اس کے خلاف ہے یا اس سے دُور ہے تو پھر بڑے خوف کا مقام ہے اور استغفار کی ضرورت ہے۔ ویسے بھی استغفار کرنا چاہئے لیکن اس حوالے سے بہت زیادہ استغفار کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔

یہاں ہم میں سے ہر ایک پر یہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ کسی بھی عہدیدار کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ نصیحت کرنا میرا کام نہیں۔ یہ تو صرف امیر جماعت یا صدر جماعت یا سیکرٹری یا مربی یا ایک دو دوسرے سیکرٹریان کا کام ہے یا اسی طرح صدر انصار اللہ یا ان کے تربیتی شعبہ کا کام ہے یا صدر خدام الاحمدیہ یا ان کے تربیتی شعبہ کا کام ہے یا لجنہ کی صدر اور ان کے تربیتی شعبہ کا کام ہے۔ نہیں، بلکہ ہر سیکرٹری چاہے وہ سیکرٹری ضیافت ہے یا ذیلی تنظیموں میں خدمت خلق یا کھیلوں کا نگران ہے، کوئی بھی ہے اگر وہ کسی بھی صورت میں خدمت انجام دے رہا ہے تو اس کا کام ہے کہ اپنے نمونے قائم کرے۔ اور اگر یہ ہو جائے تو پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ پچاس فیصد سے زیادہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والی بن سکتی ہے۔ چاہے وہ مسجدوں میں نمازوں کی حاضری ہو یا دوسری قربانیوں اور حقوق العباد کا معاملہ ہو۔ پس ہر سطح پر جماعت کی خدمت کرنے والا پہلے تو اپنے اندر دیکھے کہ ان احکامات کی کس حد تک میں پابندی کر رہا ہوں۔ ان کی جگالی کر کے اپنی حالت بہتر بنائے اور پھر دوسرے کو بتائے۔ اس طرح ہر احمدی کا بھی فرض ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو دیکھے اور دہرائے اور بار بار سامنے لائے۔ اگر ہم اس طرح کرنا شروع کر دیں تو ایک عظیم انقلاب ہے جو ہم لا سکتے ہیں اور نہ صرف اپنی اصلاح کرنے والے ہو سکتے بلکہ دنیا کو حقیقی اخلاق کے معیاروں کا پتا دے سکتے ہیں۔ پس اس طرف ہمیں خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات تلاش کر کر کے ان پر عمل کرنا چاہئے۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے بعض باتوں کا ذکر کیا تھا جو ایک مومن کا خاصہ ہونی چاہئیں۔ آج بھی میں بعض باتیں پیش کروں گا۔ رمضان کا مہینہ بندے کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ مہینہ جہاں ہمیں ہماری عبادتوں کی طرف توجہ دلانے کا مہینہ ہے وہاں ہماری کمزوریوں کی طرف توجہ دلانے اور ان کی اصلاح کا بھی مہینہ ہے۔ پس اس مہینے میں ہمیں اپنی کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں کی جگالی کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہم بھرپور طور پر اس کے لئے کوشش نہیں کر رہے تو رمضان کی سحریوں اور افطاریوں سے ہی استفادہ کر رہے ہوں گے، کوئی عملی اثر ہم پر نہیں ہو رہا ہوگا جو ہمارے روحانی اور تربیتی معیاروں کو بلند کر رہا ہو۔ اسی طرح ہوں گے جس طرح بعض لوگوں کے بارے میں لطیفے مشہور ہیں کہ روزے رکھنے کا پوچھو تو عذر ہو جاتا ہے۔ نفل اور تراویح کا پوچھو تو عذر پیش کرتے ہیں۔ نمازیں پڑھنے کے بارے میں کہا جائے باجماعت پڑھو تو عذر ہوتا ہے۔ اور جب افطاری کے بارے میں کہو تو پھر کہیں گے ہاں ہاں ضرور ہم نے کرنی ہے۔ ہم بالکل ہی کافر تو نہیں ہو گئے۔ تو ہمیں ایسے مومن نہیں بننا چاہئے۔ پھر یہی لوگ ہیں جو دین کو مذاق بناتے ہیں اور یہ لطیفے سے زیادہ مسلمانوں کی حالت زار کا نقشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والوں کے معیار بہت بلند اور بہت اونچے ہونے چاہئیں۔

بغیر کسی جائز عذر کے روزے بھی نہیں چھوٹنے چاہئیں اور اسی طرح رمضان کا جو عبادت کا مقصد ہے وہ بہترین رنگ میں پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی طرح رمضان کے ساتھ قرآن کریم کا زیادہ پڑھنا بھی مسنون ہے اور جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر رمضان میں قرآن کریم کا دَور کرواتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ......حدیث 6) پس خاص طور پر قرآن کریم کی تلاوت کی طرف ہمیں ہر ایک کو توجہ دینی چاہئے اور اس میں سے پھر احکامات کی تلاش کر کے ان کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

تراویح کی جو نماز ہوتی ہے، یہ بیشک فرض نہیں ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اس لئے شروع ہوئی تھی کہ جو لوگ تہجد نہیں پڑھ سکتے ان کی نفلی عبادت بھی ہو جائے۔ نفل نماز بھی ادا ہو جائے اور قاری کے ذریعہ سے وہ قرآن کریم بھی سن لیں۔ لیکن جو تہجد پر اٹھ سکتے ہیں ان کو تہجد بھی پڑھنی چاہئے۔ آجکل کیونکہ وقت تھوڑا ہوتا ہے اس لئے چاہے تھوڑی ہی پڑھیں لیکن پڑھنی چاہئے۔ جو بھی روزہ رکھنے کے لئے جاگے گا یا اس وقت جاگتا ہے تو ادھر ادھر کی باتیں کرنے کی بجائے پہلے نفل پڑھنے چاہئیں۔ تراویح روزے کے ساتھ کوئی لازمی شرط نہیں ہے اور تہجد بھی گو لازمی شرط نہیں ہے لیکن نوافل بہرحال ادا کرنے چاہئیں۔ مومنین کو تہجد پڑھنے کا عام حالات میں بھی حکم ہے یا تلقین کی گئی ہے۔ یہ وضاحت میں نے اس لئے کر دی ہے کہ کسی نے مجھے کہا تھا کہ شاید روزہ رکھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم آٹھ رکعت یا تراویح پڑھے یا تہجد پڑھے۔ تو یہ واضح کر دوں کہ تہجد یا تراویح روزے کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ ہاں عبادتیں ضروری ہیں۔ نوافل پڑھنے چاہئیں جب وقت ملے۔ اور روزے کے ساتھ جو اصل چیز ہے وہ قرآن کریم پڑھنا ہے جو مسنون ہے۔ پس زیادہ سے زیادہ قرآن کریم پڑھنے کی طرف ہر ایک کی توجہ ہونی چاہئے اور جیسا کہ مَیں نے کہا نمازیں اور عبادت تو ہر مومن کا ویسے بھی ایک فرض ہے۔ ہاں رمضان میں ہمیں ان عبادتوں میں، نمازوں میں مزید خوبصورتی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اسی طرح زیادہ سے زیادہ اپنی زبانوں کو ذکر الٰہی سے بھی تر رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پس اس ماحول میں جو رمضان کا مہینہ ہے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اگر ہمارے اندر نمازوں اور عبادت میں پہلے کوئی کمزوری تھی تو ہم اسے دور کر کے اس طرف اس نیت سے توجہ کریں کہ اس اہم حکم کو ہم نے باقاعدہ اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے۔ صرف رمضان میں ہی اس حکم کو اپنے اوپر لاگو نہیں کرنا یا رمضان کے لئے ہی خاص مخصوص حکم نہیں ہے بلکہ ایک مومن کو تو ہمیشہ ہی یہی حکم ہے۔ پس اس بات کو ہم میں سے ہر ایک کو سمجھنا چاہئے کہ نماز اور عبادت اللہ تعالیٰ کے بنیادی حکموں میں سے حکم ہے۔ جس طرح آجکل ہم میں سے اکثر کو عبادتوں کی طرف اس لئے توجہ پیدا ہوئی ہے کہ رمضان کا مہینہ برکتوں کا مہینہ ہے اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے، اس لئے ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بنیں اور اس رمضان کے مہینے سے فائدہ اٹھا لیں۔ اس بارے میں ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر ہمارے دل کی گہرائیوں تک ہے۔ وہ ہماری نیّتوں کو جانتا ہے اور ہمارے اعمال کو ہماری نیتوں کے مطابق دیکھتا ہے تو پھر ہمیں اس نیّت سے مسجدوں کی آبادی اور عبادت کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں اور اس مہینے کی عبادتوں کو پھر زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ اگر تہجد کی عادت پڑ گئی یا دن کے نوافل ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو گئی تو پھر اس عادت کو مستقل اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ: 22) اے لوگو! تم اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ضمن میں ایک جگہ فرمایا کہ: ''اے لوگو اس خدا کی پرستش کرو جس نے تم کو پیدا کیا''۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 340)

فرمایا کہ: ''عبادت کے لائق وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ یعنی زندہ رہنے والا وہی ہے اس سے دل لگاؤ۔ پس ایمانداری تو یہی ہے کہ خدا سے خاص تعلق رکھا جائے اور دوسری سب چیزوں کو اس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھا جائے۔'' (ملفوظات جلد 10 صفحہ 331۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جہاں تک علمی اور اعتقادی سوچ کا تعلق ہے ہم سب جانتے ہیں کہ خدا ہی ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ خدا ہی ہے جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور زندہ خدا ہے۔ دعاؤں کو سنتا ہے اور اس سے دل لگانا چاہئے۔ لیکن اس کے باوجود ہم میں سے اکثر لوگ جو ہیں وہ خدا تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے جو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ تعلق جو دوسرے ہر تعلق کو ہماری نظر میں ہیچ بنا دے۔ رمضان میں ایک ماحول کے زیر اثر اس طرف قدم بڑھنے شروع ہوتے ہیں اور پھر رمضان کے بعد اکثر کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ ہوتے ہوتے یہ قدم پھر بالکل رک جاتے ہیں۔ پس اپنے عمل سے ہمیں یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز ہیچ ہے اور اس بات کو سمجھنے کے لئے دلوں کا تقویٰ پیدا کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو تا کہ تمہارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ پیدا ہو۔ عبادت کا مقصد صرف خدا کو پہچاننا نہیں بلکہ تقویٰ پیدا کر کے اپنی روحانی بلندیوں کو حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا اِدراک حاصل کرنا ہے۔ اور جب صفات کا اِدراک پیدا ہو تبھی ہر چیز اس کے مقابل پر ہیچ بن سکتی ہے یا ہو سکتی ہے۔ اب مثلاً اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ اپنے ربّ کی عبادت کرو۔ ربّ اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جو پرورش کرتی ہے جو پیدا کرتی ہے۔ اور پھر اس کو آہستہ آہستہ بڑھاتی ہے۔ اسے ترقی دیتی ہے۔ پس یہاں جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے ربّ کی عبادت کرو تو فرمایا کہ تمہاری ہر قسم کی مستقبل کی ترقیات تمہارے ربّ کے ساتھ منسلک ہیں۔ اسی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور جب تم خاص ہو کر صرف اپنے ربّ کی عبادت کر رہے ہو گے تو جہاں صفت ربوبیت کے عمومی فیض سے دنیاوی اور مادی پرورش ہو رہی ہو گی وہاں تمہاری روحانی صلاحیتوں کی ترقی اور پرورش بھی ہو رہی ہو گی۔ پس اس میں یہ بھی ہمیں نصیحت ہے کہ اگر ہماری روحانی حالت میں ترقی نہیں ہے یا نہیں ہو رہی تو ہم اپنی عبادتوں کا حق ادا نہیں کر رہے اور نتیجۃً اپنے رب کی روحانی پرورش کے فیض سے فیضیاب نہیں ہو رہے۔ جب ہم اپنے رب کی عبادت کا حق ادا کر کے اس کی اس صفت سے روحانی لحاظ سے فیض پائیں گے تو تقویٰ میں بڑھیں گے اور جب تقویٰ میں بڑھیں گے تو پھر ہماری عبادتیں صرف رمضان تک محدود نہیں رہیں گی بلکہ سارے سال اور ساری عمر پر محیط ہوں گی۔ پس اس سوچ کے ساتھ ہمیں اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''اصل بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی علّت غائی یہی عبادت ہے''۔ یعنی پیدائش کا مقصد یہی ہے۔ فرمایا ''جیسے دوسری جگہ فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی

قساوت، کجی کو دُور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنا دے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 64-65۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا: ’’پس کس قدر ضرورت ہے کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔‘‘ فرمایا کہ ’’مَیں اس لئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دُور پڑا ہوا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 183-184) پس اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

مجھے جب بعض کارکنان اور عہدیداروں کے بارے میں یہ شکایت ملتی ہے کہ وہ نمازوں میں سست ہیں۔ مسجد میں نہیں آتے یا بعض ایسے ہیں کہ گھروں میں بھی نہیں پڑھتے اور ان کی بیویاں شکایت کر رہی ہوتی ہیں تو اس بات پر بڑی شرمندگی ہوتی ہے۔ پس ہمیں اپنی عبادتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور جب تقویٰ نہ ہو تو پھر انسان نہ خدا تعالیٰ کے حق ادا کر سکتا ہے، نہ ہی اس کی مخلوق کے حق ادا کر سکتا ہے، نہ ہی جماعت کے لئے کوئی کارآمد وجود بن سکتا ہے، نہ ہی اس کے کام میں برکت پڑ سکتی ہے۔ پس ہمیں ہر وقت ہوشیار رہ کر اپنی عبادتوں کی نگرانی اور حفاظت کی ضرورت ہے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے چلے جائیں اور روحانی ترقیات بھی حاصل کرنے والے ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ہمیں ایک حکم ہے فرمایا کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الانفال:28) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو ورنہ تم اس کے نتیجہ میں خود اپنی امانتوں سے خیانت کرنے لگو گے جبکہ تم اس خیانت کو جانتے ہو گے۔

پس یہ بہت توجہ طلب اور اہم حکم ہے۔ خیانت صرف بڑی باتوں یا بڑے کاموں میں ہی نہیں ہوتی بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں اور کاموں سے لے کر بڑی بڑی باتوں اور کاموں سب پر حاوی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو ایک پاک جماعت کے قیام کے لئے آئے تھے آپ نے اپنی شرائط بیعت میں دوسری شرط میں خاص طور پر خیانت نہ کرنے اور اس سے بچنے کا ہم سے عہد لیا ہے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 563-564)

ہر برائی چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی وہ برائی ہے لیکن بعض برائیاں ایسی ہیں جو دوسری برائیوں کو بھی جنم دیتی چلی جاتی ہیں اور خیانت بھی ان میں سے ایک ایسی برائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خیانت کی عادت پھر اپنی امانتوں اور فرائض کی ادائیگی سے بھی خیانت کرواتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خائن نہ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حقوق ادا کرنے والا ہو سکتا ہے، نہ ہی بندوں کے حقوق ادا کرنے والا۔ ایک خائن شخص لاکھ کہتا پھرے کہ میں نمازیں پڑھنے والا ہوں عبادت کرنے والا ہوں لیکن جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ عبادت کا مقصد تقویٰ پیدا کرنا ہے اور تقویٰ کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا۔ حقوق کی ادائیگی میں خیانت جو ہے وہ تقویٰ سے دور لے جاتی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آدمی خائن بھی ہو اور تقویٰ پر چلنے والا بھی ہو اور حقوق ادا کرنے والا بھی ہو۔ نتیجۃً ایسے شخص کی عبادتیں بھی اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ عابد بننا تو بہت بڑی بات ہے، ایک خائن تو ایمان لانے والا بھی نہیں کہلا سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر نیز صدق اور کذب اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی امانت اور خیانت اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 320 مسند ابی ھریرۃ حدیث نمبر 8577 مطبوعہ بیروت 1998ء)

پس ایمان کی نشانی سچائی ہے اور امانت کی ادائیگی ہے۔ اس لئے ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن میں جھوٹ اور خیانت کے علاوہ بری عادتیں ہو سکتی ہیں لیکن ایک مومن میں یہ دو عادتیں نہیں ہو سکتیں۔ جو جھوٹ بولنے والا اور خیانت کرنے والا ہے وہ مومن ہے ہی نہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 397 مسند ابو امامۃ الباھلی حدیث نمبر 22523 مطبوعہ بیروت 1998ء)

امانتوں کا حق ادا کرنے اور خیانت سے بچنے کا مضمون بڑا وسیع مضمون ہے اور ایک مومن سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس کی اہمیت اور وسعت کو سمجھے۔ اور اس کو سمجھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بڑی وضاحت سے روشنی ڈالتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین باتوں کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کر سکتا۔ نمبر ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی خاطر کام میں خلوص نیت۔ دوسرا یہ کہ ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی۔ تیسرے یہ کہ جماعت کے ساتھ مل کر رہنا۔

(سنن الدارمی المقدمہ باب الاقتداء بالعلماء حدیث نمبر 236 مطبوعہ بیروت لبنان 2000ء)

پس اس میں اللہ تعالیٰ کا حق بھی ہے۔ بندوں کے حق بھی ہیں اور جماعت سے وفا کا حق بھی ہے۔ یہ تینوں چیزیں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے میں عبادت کے علاوہ وہ تمام ذمہ داریاں بھی ہیں جو خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنے والوں پر ڈالی جاتی ہیں۔ عہدیداروں کے سپرد ان کی جو امانتیں کی گئی ہیں اپنی ان امانتوں کا حق ادا کرنے کا جائزہ اگر ہر انسان خود لے، ہر خدمت کرنے والا خود لے اور خدا تعالیٰ کا تقویٰ سامنے رکھتے ہوئے یہ جائزہ لے تو پھر خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ کس حد تک اس امانت کا وہ حق ادا کر رہا ہے جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔ پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ کے رسول نے فرمایا کہ اگر تم اپنے بھائیوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے تو یہ بھی خیانت ہے۔ تمہاری زبان اور ہاتھ سے دوسروں کو تکلیف پہنچ رہی ہے تو ایک مسلمان ہونے کی وجہ سے جو تمہاری ذمہ داری ہے تم اس کا حق ادا نہیں کر رہے اور حق ادا نہ کر کے خیانت کے مرتکب ہو رہے ہو۔ (سنن الترمذی کتاب البر والصلۃ باب ما جاء فی شفقۃ المسلم حدیث 1927) بلکہ ایک روایت میں یہاں تک ہے کہ ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے انسان بھی محفوظ رہیں۔ (سنن الترمذی کتاب الایمان باب ما جاء فی ان المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ حدیث نمبر 2627) پس ہر انسان کے حقوق کی ادائیگی ایک مسلمان پر فرض ہے اور اس حق کی ادائیگی نہ کرنا اسے خائن بنا دیتا ہے۔

پھر ایک احمدی کے لئے جماعتی نظام کی پابندی اور اپنے عہدِ بیعت کو نبھانا ضروری ہے۔ جماعت کا ہر فرد اپنے اپنے اجتماعوں میں یہ عہد دہراتا ہے کہ وہ نظام جماعت کا پابند رہے گا۔ پس یہ عہد بھی ایک امانت ہے اور اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اسے پورا کرنا ضروری ہے۔ خلافت سے وابستگی اور اطاعت بھی ضروری ہے۔ یہ عہد میں دہرائی جاتی ہے۔

امانتوں کے حق ادا کرنے میں گھریلو باتوں میں سے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ لڑکا لڑکی جب شادی کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں تو ایک دوسرے کے لئے ان کے کچھ حقوق ہیں اور ان حقوق کی ادائیگی ایک امانت ہے۔ اور ان میں خاوند کے ذمہ جو امانت ہے اس میں مثلاً عورت کا حق مہر ہے جو اسے ادا کرنا چاہئے۔ بہت سارے معاملات آتے ہیں کہ جب جھگڑے پڑ جائیں تو کوشش یہی ہوتی ہے کہ حق مہر ادا نہ کئے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں یہاں تک فرمایا ہے کہ جس نے کسی عورت سے شادی کے لئے مہر مقرر کیا اور نیت یہ کی کہ وہ اسے نہیں دے گا تو وہ زانی ہے اور جس نے کسی سے اس نیت سے قرض لیا کہ وہ اسے ادا نہیں کرے گا تو وہ چور ہے۔ (کنز العمال جلد 8 جزء 16 صفحہ 137 کتاب النکاح الفصل الثالث فی الصداق حدیث نمبر 44719 مطبوعہ بیروت 2004ء)

پھر دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے امانت کے معیار کو کہاں تک لے جانے کی توقع رکھی ہے اور تاکید فرمائی ہے۔ فرمایا کہ جس سے اس کے مسلمان بھائی نے کوئی مشورہ طلب کیا اور اس نے بغیر رشد کے مشورہ دیا تو اس نے اس سے خیانت کی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 244 مسند ابی ھریرۃ حدیث نمبر 8249 مطبوعہ بیروت 1998ء) یعنی اگر تمام چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے صحیح رنگ میں مشورہ نہیں دیا تو یہ خیانت ہے۔ پس بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب دوسرے ان پر اعتبار کرتے ہیں، ان سے مشورہ طلب کرتے ہیں تو ان کو صحیح مشورے نہیں دیتے۔ امانت کا حق تو یہ ہے کہ اگر واضح طور پر کسی بات کا علم نہیں تو معذرت کر لیں اور اگر کسی بہتر مشورہ دینے والے کا پتا ہو تو اس کا پتہ بتا دیا جائے، اس طرف رہنمائی کر دی جائے۔

بعض وکلاء میں نے دیکھے ہیں یہاں اسائلم پر آنے والے لوگوں کو غلط مشورے دیتے ہیں یا پوری دلچسپی سے مشورے نہیں دیتے جبکہ اپنی فیس پوری لے رہے ہوتے ہیں تو وہ ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جو خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اسی طرح دوسرے معاملات بھی ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ ایک شخص جب اعتبار کر کے آپ کے پاس آتا ہے تو اس کی صحیح رہنمائی کریں ورنہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے فیصلہ کے مطابق وہ خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ پس ان معاملات میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں امانت کی ادائیگی اور خیانت سے بچنے کے کیا معیار دیکھنا چاہتے ہیں؟ آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ:

’’جو شخص...... بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے‘‘۔ فرمایا: ’’ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے‘‘۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18-19)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر آپ نے فرمایا کہ:’’ خدا کے واحد ماننے کے ساتھ یہ لازم ہے کہ اس کی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جاوے۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق تلف کرتا ہے اور اس کی خیانت کرتا ہے وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا قائل نہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد9 صفحہ 106 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے فرمایا کہ:’’ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ ’لباس التقویٰ‘ قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے۔ یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہوجائے‘‘۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد21 صفحہ 210)

پس امانتوں کے دقیق اور باریک پہلو تلاش کر کے ان پر عمل کرنا ہمیں امانت کی ادائیگی کرنے والا بناتا ہے جس کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ تمام حقوق جو ہمارے ذمہ ہیں یہ ایک امانت ہیں۔ تمام فرائض جو ہمارے ذمہ لگائے گئے ہیں یہ ایک امانت ہیں اور ان کی ادائیگی ہم پر فرض ہے۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں تو یہ فرض ادا کرنا ضروری ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اس پر بہت غور کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ایک اور حکم میں نے آج بیان کرنے کے لئے لیا ہے جو معاشرے کے حسن اور خوبصورتی کو نکھارنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران: 135) یعنی وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ حقوق کی ادائیگی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حقوق کی ادائیگی کے معیار کیا ہونے چاہئیں؟ بلکہ اس سے بھی آگے جا کر ہمیں یہ نصیحت فرمائی کہ معاشرے کی خوبصورتی حقوق کی ادائیگی سے بھی آگے جا کر قربانی کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ صرف حق نہیں ادا کرنے بلکہ حق ادا کرنے کے لئے بعض دفعہ قربانی بھی کرنی پڑتی ہے۔ جس معاشرے میں ہر انسان نہ صرف ایک دوسرے کے حق ادا کر رہا ہو بلکہ قربانی کر کے حق ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہو وہ معاشرہ حقیقی طور پر اس معیار تک پہنچتا ہے جسے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جنت نظیر معاشرہ ہے۔ اس کا نظارہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں نظر آتا ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ (الحشر:10) اور باوجود غریب ہونے کے دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔ پس جب ایسی سوچ اور ایسے عمل ہوتے ہیں تو پھر قربانیوں کی روح پیدا ہوتی ہے۔ اپنے نفس کے جذبات کو بھی انسان دباتا ہے۔ دوسروں کے لئے بھلائی چاہتا ہے اور احسان کا سلوک بھی کرتا ہے۔ اس کردار کی عظمت کی اعلیٰ ترین مثال تو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ میں نظر آتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے اپنی بیٹی کے قاتل کو بھی معاف فرما دیا۔ (السیرۃ الحلبیۃ جزء 3 باب ذکر مغازیہ ﷺ صفحہ 131-132 مطبوعہ بیروت 2002ء) اور بے شمار اور مثالیں ہیں۔

پھر آپ نے اپنے صحابہ کو غصہ دبانے اور اعلیٰ اخلاق دکھانے کی کس طرح تلقین فرمائی اور تربیت کی۔ اس بارہ میں مشہور روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بیٹھے ہوئے تھے اس شخص کی باتیں سن کر مسکراتے رہے۔ جب اس شخص کی زیادتی کی انتہا ہوگئی تو حضرت ابوبکر نے اس کی کچھ باتوں کا کچھ سختی سے جواب دیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ناگواری کے آثار آئے اور آپ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے اور بعد میں حضرت ابوبکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ وہ شخص آپ کی موجودگی میں برا بھلا کہہ رہا تھا اور آپ بیٹھے رہے اور جب میں نے اس کی کچھ باتوں کا جواب دیا تو آپ غصّے میں وہاں سے تشریف لے گئے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گالی دے رہا تھا اور تم خاموش تھے تو خدا تعالیٰ کا ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ لیکن جب تم نے الٹ کر جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 546-547 مسند ابی ھریرۃ حدیث نمبر 9622 مطبوعہ بیروت 1998ء) اور ظاہر ہے کہ اس کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں بیٹھنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح صحابہ کی تربیت فرمائی کہ ان کے جائز غصوں کو بھی عفو میں بدل دیا بلکہ ان کو احسان کرنے کے اسلوب سکھائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی حالت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنی ذات کی خاطر اپنے اوپر ہونے والی کسی زیادتی کا انتقام نہیں لیا۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی ﷺ حدیث 3560)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:’’ خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بُری طرح ستایا گیا مگر ان کو اَعْرِضْ عَنِ الْجٰہِلِیْنَ (الاعراف:200) کا ہی خطاب ہوا۔ خود اس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں مگر اس خُلقِ مجسّم ذات نے اس کے مقابلے میں کیا کیا۔ ان کے لئے دعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزت اور جان کو ہم سلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اس پر حملہ نہ کر سکیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف آپ کی عزت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہو گئے۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 103)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس غلام صادق کا اپنا نمونہ کیا ہے۔ اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے اقدام قتل والے مقدمے میں مولوی محمد حسین بٹالوی عیسائیوں کی طرف سے گواہ کے طور پر پیش ہوئے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وکیل مولوی فضل دین صاحب جو ایک غیر احمدی لیکن شریف الطبع انسان تھے، وہ مولوی محمد حسین کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے عدالت میں ان سے یعنی مولوی صاحب سے بعض ایسے سوال کرنے لگے جو ان کے حسب نسب کے بارے میں طعن آمیز تھے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وکیل کو فوری روک دیا کہ میں مولوی صاحب پر ایسے سوال کرنے کی آپ کو اجازت نہیں دیتا اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنا ہاتھ فوری طور پر مولوی فضل دین صاحب وکیل کے منہ پر رکھ دیا۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد1 صفحہ 543 حاشیہ) تو یہ ہے وہ اعلیٰ خُلق کہ اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر آپ نے اپنے جانی دشمن کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمائی۔

مولوی فضل دین صاحب ہمیشہ اس واقعہ کا تذکرہ کیا کرتے تھے کہ مرزا صاحب عجیب اخلاق کے انسان ہیں کہ ایک شخص ان کی عزت بلکہ جان پر حملہ کرتا ہے اور اس پر اس کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے بعض سوال کئے جاتے ہیں تو آپ فوراً روک دیتے ہیں کہ مَیں ایسے سوال کی اجازت نہیں دیتا۔ (ماخوذ از سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 228-229 روایت نمبر 248) تو یہ ہے وہ مقام جو غیظ کو گھٹانے اور عفو بلکہ احسان کی بھی مثال ہے جو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی سیرت میں ہمیں نظر آتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ’’ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران:135) یعنی مومن وہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یاوہ گو ظالم لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور بیہودگی کا بیہودگی سے جواب نہیں دیتے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد1 صفحہ 460 اشتہار نمبر 129 بعنوان ’لائق توجہ گورنمنٹ......‘ حاشیہ)

آپ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:’’ اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو سے تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصّہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو‘‘۔ فرمایا کہ’’ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّے کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقّت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے اس کے لئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

قانونی مشاورت
برائے اسائلم

•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals

• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534

BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینے کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہیں ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلدی خدا تک پہنچ جاؤ گے''۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 127-128)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں جہاں اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے اور انہیں مستقل رکھنے کی توفیق عطا فرمائے وہاں ہمیں دوسرے اخلاق اور حقوق کی ادائیگی کے معیار بھی قائم کرنے اور انہیں مستقل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جیسا کہ مَیں نے کہا ہمارے کسی بھی رنگ میں جو جماعت کا کام کرنے والے ہیں ان کو گھروں میں بھی اور باہر بھی سب سے پہلے اپنے نمونے پیش کرنے چاہئیں۔

دعاؤں کی طرف مَیں دوبارہ توجہ دلاتا ہوں۔ رمضان کا جو پہلا خطبہ تھا اس میں بھی کہا تھا۔ مختصراً دوبارہ کہہ دوں کہ آجکل جماعت کی ترقی اور دشمنوں کے خطرناک منصوبوں سے بچنے کے لئے بہت دعائیں کریں اور آپ جہاں اپنے لئے دعا کر رہے ہوں گے غلبۂ اسلام کے لئے بھی بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 19 مئی 2015ء بروز منگل نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم مولانا عطاء الکریم شاہد صاحب (مربی سلسلہ۔ ابن حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری خالد احمدیت)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 17 مئی 2015ء کو 77 سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد برین ہیمبرج سے لندن میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1960ء میں بی اے کرنے کے بعد خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کی۔ 1967ء میں جامعہ پاس کرنے کے بعد پاکستان کی مختلف جماعتوں، مظفر آباد، راولپنڈی، کیمل پور اور گجرات میں مربی سلسلہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ 1976ء میں آپ کو لائبیریا بھجوایا گیا جہاں آپ نے ساڑھے تین سال بحیثیت امیر و مبلغ انچارج خدمت سرانجام دی۔ 1980ء میں مرکز سلسلہ ربوہ واپسی کے بعد آپ کو کچھ عرصہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری، شعبہ تاریخ احمدیت، دفتر منصوبہ بندی کمیٹی، نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ، نظارت دعوت الی اللہ، وکالت تبشیر اور بعض دیگر دفاتر میں خدمت بجالانے کا موقعہ ملا۔ 2000ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد آپ انگلستان منتقل ہوگئے جہاں تا دم آخر قیام رہا۔ مرحوم وقف کے تقاضوں کو بھرپور طور پر نبھانے والے تھے۔ خلافت سے بے حد محبت اور فدائیت کا تعلق تھا۔ بہت خوش اخلاق، ملنسار، نفیس طبع، مہمان نواز، نیک اور مخلص انسان تھے۔ طبیعت میں عاجزی اور خاکساری کا پہلو نمایاں تھا۔ ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرتے اور سنت رسول کی پیروی کرنے والے عالم باعمل تھے۔ آپ ایک پُرجوش داعی الی اللہ تھے اور تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کا ایک پوتا واقف زندگی ہے اور جامعہ احمدیہ یوکے میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ آپ محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کے بڑے بھائی تھے۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ عصمت بانو صاحبہ (اہلیہ مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب درویش مرحوم قادیان)

26 اپریل 2015ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق مدراس سے تھا اور 1957ء میں شادی کے بعد قادیان آگئیں اور عہد درویشی صبر و شکر سے گزارا۔ آپ کو لجنہ اماء اللہ میں سیکرٹری تبلیغ اور سیکرٹری تربیت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم ناصر علی عثمان صاحب کو جلسہ سالانہ پر نظمیں پڑھنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ دوسرے بیٹے حامد علی صاحب صدر انجمن میں خدمت بجالا رہے ہیں۔

(2) مکرمہ ڈاکٹر جہاں آراء طاہر صاحبہ (اہلیہ مکرم ڈاکٹر میاں محمد طاہر صاحب۔ پورٹ لینڈ امریکہ)

24 فروری 2015ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 1960ء میں بیعت کر کے جماعت میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کو اپنے میاں کے ساتھ پورٹ لینڈ امریکہ میں مسجد کی تعمیر کے لئے غیر معمولی قربانی کی توفیق ملی۔ انتہائی خوش مزاج، ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور اور مخلص خاتون تھیں۔ ہمیشہ اچھی باتیں کرتیں اگر کوئی بات پسند نہ ہوتی تو خاموش رہتیں یا ایسی بات کرنے والے کو منع کر دیا کرتی تھیں۔ آپ کے جنازہ میں غیر از جماعت اور امریکن حضرات کثیر تعداد میں شامل ہوئے جن میں ایک بڑی تعداد آپ کے مریضوں کی تھی جو آپ کو آنٹی کہتے تھے۔

(3) مکرم ماسٹر محمد اشرف ہندل صاحب (آف چک نمبر 127 رب فیصل آباد حال مقیم آسٹریلیا)

30 اپریل 2015ء کو آسٹریلیا میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو لمبا عرصہ دفتر حفاظت مرکز ربوہ میں خدمت کی توفیق ملی۔ وفات سے قبل علاج کی غرض سے اپنے بیٹے کے پاس آسٹریلیا میں مقیم تھے۔ انتہائی ملنسار، رحمدل، ہر ایک سے پیار اور محبت سے پیش آنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہری محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ اطاعتِ خلافت اور نظام جماعت سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرمہ آسیہ ثمینہ صاحبہ (اہلیہ مکرم عمران محمود صاحب مبلغ سلسلہ روانڈا، افریقہ)

8 مارچ 2015ء کو 3 سال کی علالت کے بعد 37 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مستری میاں اللہ دتہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی تھیں۔ ایک مبلغ سلسلہ کی بیوی ہونے کے ناطے ہر جگہ ان کی مدد و معاون تھیں۔ کبھی بھی کسی ناجائز چیز کا مطالبہ نہیں کیا۔ جماعتی کاموں کا بہت شوق رکھتی تھیں اور اپنے محلّہ میں لجنہ کے پروگراموں اور کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، دعا گو، صابرہ و شاکرہ، ہمدرد، نہایت ملنسار اور خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے انتہائی محبت، اطاعت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ اپنے بچوں کی تربیت کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرمہ بشریٰ زبیدہ صاحبہ (ربوہ)

14 مئی 2015ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم اور ذکر الٰہی کرنے والی، صدقہ و خیرات کرنے والی اور مالی قربانی میں پیش پیش نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ آپ کو اکثر سچی خوابیں آیا کرتی تھیں۔ آپ کو خواب کے ذریعہ بتایا گیا تھا کہ وفات کا وقت آچکا ہے اس لئے وہ ڈیڑھ ماہ قبل غانا سے ربوہ چلی گئیں تھیں۔ خلافت سے گہری عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں سات بیٹیاں بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے ہومیو ڈاکٹر محمد ظفر اللہ صاحب احمدیہ ہومیو کلینک کماسی گھانا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرمہ رفعت جہاں صاحبہ صدر لجنہ بلغاریہ کی بہن تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

کانانگا شہر (صوبہ کسائی اوکسی ڈینٹل کونگو کنشاسا) کی سینٹرل جیل کے قیدیوں کی امداد

(رپورٹ: رمیض احمد محمود۔ مبلغ سلسلہ کانانگا)

کونگو میں باقی شہروں کی جیلوں کے قیدیوں کی خدمت کرنے کی طرح جماعت کی طرف سے کانانگا شہر میں واقع صوبائی سنٹرل جیل کا دورہ بھی ہر سال کیا جاتا ہے اور جس قدر ممکن ہو قیدیوں کی خدمت کی جاتی ہے۔ امسال دو دفعہ جیل کا دورہ کرنے اور قیدیوں کی مدد کرنے کی توفیق ملی۔

اپریل میں امیر جماعت کونگو مکرم مولانا نعیم احمد باجوہ صاحب جلسہ سالانہ کے موقع پر کانانگا تشریف لائے تو صوبائی وزیر انصاف سے ملاقات بھی ہوئی۔ اس دوران میں وزیر موصوف نے ذکر کیا کہ کانانگا جیل میں قیدیوں کے پاس کھانے کے لئے برتن نہیں ہیں۔ ہم کھانا تو تقسیم کرتے ہیں لیکن قیدیوں کے پاس برتن نہ ہونے کی وجہ سے قیدی بعض اوقات ہاتھوں پر اور بعض اوقات شاپنگ بیگ میں کھانا لینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اگر جماعت احمدیہ خدمت خلق کا یہ کام کر سکے تھے تو ہم ممنون ہوں گے۔ چنانچہ مکرم امیر صاحب نے حامی بھر لی اور انتظامیہ کے ساتھ پروگرام طے ہوا۔ پروگرام کے مطابق اگلے روز 22/اپریل کو جماعتی وفد قیدیوں کی تعداد کے مطابق پانچ صد پلیٹیں لے کر جیل پہنچا۔ اس موقع پر قیدیوں کو اکٹھا کیا گیا اور مختصر تقریب ہوئی۔ جماعت کا تعارف لوکل معلم صاحب نے مقامی زبان میں کروایا۔ مکرم امیر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد ''مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے نہیں تھکتے کہ ایک دن رہائی پائیں گے'' کی روشنی میں قیدیوں کو دعا کرنے اور خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی نصیحت کی۔ وزیر انصاف کے مشیر نے حکومتی نمائندگی میں جماعت سے پلیٹیں وصول کیں اور سپرنٹنڈنٹ جیل کے سپرد کیں اور سپرنٹنڈنٹ جیل نے قیدیوں میں تقسیم کیں۔

جیل کا دوسرا دورہ اور تقسیم لنگر

کانانگا جماعت کی طرف سے جیل کا دوسرا دورہ مورخہ 24 اپریل 2015ء کو ہوا۔ مشن ہاؤس میں کھانا تیار کر کے ساتھ لے جایا گیا۔ کھانا لجنہ کی ایک ٹیم نے تیار کیا تھا۔ اس موقع پر جیل میں تقسیم لنگر سے قبل ایک مختصر تقریب ہوئی۔

جیل میں موجود تمام قیدیوں کو انتظامیہ نے ایک جگہ اکٹھا کیا۔ سب سے پہلے تلاوت قرآن کریم کی گئی، جس کے لئے سورۃ یوسف کی آیات 37 تا 41 کا انتخاب کیا گیا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف لوکل زبان چلوبہ (Tshiluba) میں پیش کیا گیا۔ آخر میں قیدیوں میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ اس روز جیل میں قیدیوں کی تعداد 520 تھی۔ قیدیوں کے علاوہ جیل کے دیگر عملے کو بھی کھانا دیا گیا۔

تأثرات

ہر سال جب جماعت کی طرف سے کھانا دیا جاتا ہے تو قیدیوں کے جذبات تشکر دیکھنے والے ہوتے ہیں۔ وہ اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ جب جماعت کی طرف سے کھانا آتا ہے تو وہ سیر ہو کر کھانا کھاتے ہیں۔ دوسرے جماعت کی طرف سے دیئے جانے والے کھانے کی کوالٹی بہت اچھی ہوتی ہے۔

☆ مشیر برائے صوبائی وزیر انصاف نے جماعتِ احمدیہ کی اس کاوش کو سراہا اور کہا کہ جماعت احمدیہ صحیح معنوں بلا امتیاز رنگ و نسل، انسانیت کی خدمت کر رہی ہے، اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو برکت عطا کرے اور یہ عمل قیدیوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے۔

☆ **Mr Jean de Cock** ایک فلاحی کارکن ہیں اور دنیا کے مختلف ممالک میں 100 سے زائد

باقی صفحہ 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 10

قرآن مجید خدا تعالیٰ کا وہ پاک اور مقدس کلام اور کامل و مکمل آخری شریعت ہے جو تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی تا کہ انہیں ہر قسم کی ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لائے۔ یہ بندہ کو اس کے خالق و مالک خدا سے ملانے والا کلام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ کے زمانہ میں جو عظیم روحانی انقلاب رونما ہوا جس نے لاکھوں لوگوں کو زمینی سے آسمانی بنا دیا۔ انہیں جو وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے نہ صرف انسان بنایا بلکہ با اخلاق انسان، پھر با خدا اور خدا نما انسان بنا دیا، وہ قرآنی تعلیمات کی تاثیرات و برکات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپؐ کی پاکیزہ صحبت کا ہی نتیجہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو 'اَلذِّکْر' کا نام دے کر یہ بتایا کہ یہ شرف و عزت بخشنے والا کلام ہے۔ چنانچہ جب تک مسلمان اس پاک کلام کی تعلیمات حقّہ پر عمل پیرا رہے وہ دین و دنیا کی حسنات و ترقیات کو حاصل کرتے رہے۔ لیکن پھر جیسا کہ پیشگوئی تھی مسلمانوں نے قرآن کو مہجور کی طرح کر دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ ذلّت واِدبار کا شکار ہوتے چلے گئے۔

مسلمانوں پہ تب اِدبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا

تیرھویں صدی ہجری کا وہ زمانہ تھا جس میں قرآن عملاً زمین سے اٹھ چکا تھا۔ ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی ایسی تھی جو قرآن پڑھنا ہی نہیں جانتی تھی۔ قرآن غلافوں میں بند کر کے طاقچوں کی زینت بنا دیا گیا تھا۔ جو قرآن پڑھتے تھے ان میں سے اکثریت کا حدیث نبوی کے مطابق یہ حال تھا کہ وہ ان کے حلق سے نیچے ہی نہیں اُترتا تھا اور ان کی زندگیوں میں قرآنی تعلیم کا کوئی اظہار نہیں ہوتا تھا۔ بہت سی اعتقادی اور علمی و عملی خرابیاں مسلمانوں میں پیدا ہو چکی تھیں۔ اور لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ کا مضمون ان پر صادق آتا تھا۔ علماء کی حالت اور بھی ناگفتہ بہ تھی۔ قرآنی آیات کی منسوخی کا باطل عقیدہ ان میں رائج تھا۔ ایک سے لے کر سات سو تک آیات منسوخ قرار دے دی گئی تھیں۔ بدقسمتی سے آج بھی ایسے علماء پائے جاتے ہیں جو اس عقیدہ پر نہ صرف قائم ہیں بلکہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اس کا پرچار کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ عقیدہ توہین قرآن کے مترادف ہے۔ قرآن مجید میں مذکور انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو محض قصّوں اور کہانیوں کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ ایک طبقہ ایسا تھا جو احادیث کو اور روایات کو قرآن پر مقدم رکھتا تھا۔ بعض مسلمانوں نے حال کے جدید علوم اور فلسفہ اور سائنس سے ڈر کر قرآنی آیات کو تاویلات کے شکنجے پر چڑھا دیا تھا اور اس میں اس حد تک دور نکل گئے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی و الہام، استجابت دعا، نزول ملائکہ اور اخبار غیبیہ وغیرہ اہم امور کا انکار کر دیا۔ مسلمانوں کی علمی و عملی پستی اور اِدبار کے پیشِ نظر غیروں کو اور بھی جرأت ملی اور انہوں نے قرآن کریم پر ہر طرف سے اور ہر قسم کے اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ غرض یہ وہ زمانہ تھا جب ایمان ثریا پر اُٹھ گیا تھا اور قرآن آسمان پر اٹھایا جا چکا تھا اور اب وہ وقت آ چکا تھا کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں مذکور پیشگوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح کے مطابق وہ رجلِ فارس مبعوث ہو جو قرآن کو آسمان سے واپس لائے اور ایمان کو پھر سے دلوں میں قائم کرے اور جہاد بالقرآن کے ذریعہ پھر سے بنی نوع انسان کو پاکیزہ زندگی کے طور طریقوں سے آگاہ کیا جائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آیت قرآنی وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی تفسیر میں یہ لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ اس کے اعداد میں ہی اس زمانے کی طرف اشارہ کر دیا گیا تھا جو اس موعود رجلِ فارس کے ظہور کا زمانہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''اس آیت میں وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے تمام حروف کے اعداد سے جو 1275 ہیں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا جو وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ کا مصداق جو فارسی الاصل ہے اپنے نشان ظاہر کا بلوغ اس سن میں پورا کر کے صحابہ سے مناسبت پیدا کر لے گا۔ سو یہی سن 1275 ہجری جو آیت وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے حروف کی اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولّد روحانی کی تاریخ ہے''۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 219-220)

الغرض قرآن وحدیث میں مذکور پیشگوئیوں کے عین مطابق بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے احیاء دین اسلام اور قیام شریعت کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپ نے فرمایا:

''مجھے خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پُر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنّیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں''۔

(برکات الدّعا۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 34)

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد قائم ہونے والی خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ نے قوی دلائل کے ساتھ دنیا پر ثابت فرمایا کہ قرآن مجید ایک زندہ اور زندگی بخش کتاب ہے، گناہوں سے نجات، سچی پاکیزگی اور دین و دنیا کی حسنات و ترقیات کے حصول کے لئے اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس پاک کلام نے لوگوں کی زندگیوں میں حیرت انگیز پاک تبدیلیاں پیدا کیں آج بھی اس مقدس کتاب کی تاثیرات و برکات کا سلسلہ جاری ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کی تحریرات و فرمودات میں اس مضمون پر بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جو سچی پاکیزگی کے طالبوں کے لئے نہایت مفید اور مشعل راہ ہے۔

ذیل میں حضور علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کے ارشادات میں سے بعض ہدیۂ قارئین ہیں۔

قرآن شریف۔ تزکیہ و تصفیۂ نفس کے لئے کامل رہنما

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

...... ''خدا کی کتاب اور خدا کے رسول جو دنیا میں آتے ہیں بڑی غرض ان کی یہی ہوتی ہے جو دنیا کو پاپ اور گناہ کی زندگی سے چھڑا دیں اور خدا سے پاک تعلقات قائم کریں''۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 306)

...... اسی طرح فرمایا: ''ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ **قرآن اصلاح کامل اور تزکیہ اتم اور اکمل کے لئے آیا ہے**''۔

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 41)

...... ''**وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔** ...... مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر روحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اس راہ کی تلاش میں لگیں۔ مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی اور حجاب کس دوا سے اٹھے گا۔ مَیں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے۔ ...... **یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔** مَیں جوان تھا۔ اب بوڑھا ہؤا مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 442-443)

...... اسی طرح فرمایا: ''**سب سے سیدھی راہ اور بڑا ذریعہ جو انوار یقین اور تواتر سے بھرا ہؤا اور ہماری روحانی بھلائی اور ترقی علمی کے لئے کامل رہنما ہے قرآن کریم ہے**''۔ (ازالۂ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 381)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی روحانی برکات و تاثیرات کا مضمون اپنی تحریرات و فرمودات میں نہایت قوی دلائل سے اور بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ ایک مقام پر آپ نے اس مضمون پر بہت ہی پُر حکمت اور بصیرت افروز روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

...... ''**جو پاک نفس لوگ عام طریق و طرز انسانی سے ترقی کر کے اور معمولی عادات کو پھاڑ کر قرب الٰہی کے میدانوں میں آگے قدم رکھتے ہیں تو خدائے تعالیٰ حسب حالت ان کے ایک ایسا عجیب معاملہ اُن سے کرتا ہے کہ وہ عام حالاتِ انسانی پر خیال کرنے کے بعد ایک امر خارقِ عادت دکھائی دیتا ہے اور جس قدر انسان اپنی بشریت کے وطن کو چھوڑ کر اور اپنے نفس کے حجابوں کو پھاڑ کر عرصاتِ عشق و محبت میں دُور تر چلا جاتا ہے اسی قدر یہ خوارق نہایت صاف اور شفّاف اور روشن و تابان ظہور میں آتے ہیں۔ جب تزکیۂ نفس انسانی کمال تام کی حالت پر پہنچتا ہے اور اس کا دل غیر اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی سے بھر جاتا ہے تو اس کے تمام اقوال و افعال و اعمال و حرکات و سکنات و عبادات و معاملات و اخلاق جو انتہائی درجہ پر اس سے صادر ہوتے ہیں وہ سب خارق عادت ہی ہو جاتے ہیں۔** سو بمقابل اس کے ایسا ہی معاملہ باری تعالیٰ کا بھی اس مبدّل تام سے بطور خارق عادت ہی ہوتا ہے۔

سو چونکہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبدّل تام اور سیّد المبدّلین اور امام المطہّرین تھے جن کو قادر مطلق نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا تھا اس لئے تمام سراپا وجود اُن کے کا حقیقت میں معجزہ ہی تھا اور ضرور تھا کہ ایسے عالی شان نبی پر جو کلام نازل ہؤا تھا وہ بباعث تبدّل تام اس کے غایت درجہ کا خارق عادت ہوتا جس سے تمام اوّلین آخرین کی نظریں خیرہ رہ جاتیں۔** ...... پاک اخلاق اور پاکیزہ حالتیں اور شوق و ذوق سے بھری ہوئی وارداتیں اور درد دل اور جوش محبت اور صدق و صفا و تبتّل و وفا و توکّل و رضا و نیستی و فنا اور شورش ہائے عشقِ مولیٰ ایک قسم کے فرشتے ہی ہیں جو قادر مطلق نے اپنے اس محبوب افضل الرسل کے وجود میں اکمل و اتم طور پر پیدا کئے تھے اور پھر اُسی کے اتباع سے ہر یک مومن کامل کے دل میں بھی باذنہٖ تعالیٰ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اگرچہ عام مومنوں میں بھی جو ابھی حالتِ کمالیہ تک نہیں پہنچے ان کا تخم پایا جاتا ہے لیکن وہ تخم اس چھپی ہوئی آگ کی طرح ہے جو افروختہ آگ کا کام نہیں دے سکتی۔ جیسے ظاہر ہے کہ انڈا مرغ کا قائم مقام نہیں ہوسکتا اور نہ بیج درخت کا حکم رکھتا ہے اور اگرچہ ہر یک زمین کے نیچے پانی ہے لیکن بجز بہت سی جان کنی اور محنت اور مدّت تک زمین کھودنے کے وہ پانی نکل نہیں سکتا۔ اسی طرح **آتش شوق الٰہی جب تک اپنے کمال اشتعال کی حالت میں نہ آئے تب تک اس کے فوائد مترتب نہیں ہو سکتے۔ لیکن جب وہ کامل طور پر افروختہ ہو جاتی ہے اور چاروں طرف سے بھڑک اٹھتی ہے تب وہ دخل شیطان سے محفوظ رکھنے کے لئے فرشتوں کا کام دیتی ہے اور ملائک حفاظت میں شمار کی جاتی ہے۔** پاک اعمال اور پاک حالتیں اور پاک وارداتیں اور پاک جوش اور پاک درد اور پاک حزن اور پاک اخلاقی ظہور جب اپنے اشتعال اور کمال کی حالت میں ہوں تو ان نیک اور ہوشیار چوکیداروں کی طرح ہیں جو اپنے مالک کے محل کے دروازوں پر چاروں طرف دن رات پہرہ کے لئے کھڑے رہتے ہیں ...... غرض وحی الٰہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں خدائے تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے اور **چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفا تھے اس لئے خدائے جلّ شانہٗ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اوّلین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اَقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسے برہان عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفّا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔**

...... جس قدر نفس امّارہ کی بیماریاں اور اس کے

جذبات اور اس کی دُوری یا دائمی آفات ہیں یا جو کچھ ان کا علاج اور اصلاح کی تدبیریں ہیں اور جس قدر تزکیہ وتصفیہ نفس کے طریق ہیں اور جس قدر اخلاق فاضلہ کے انتہائی ظہور کی علامات وخواص ولوازم ہیں یہ سب کچھ باستیفائے تام فرقان مجید میں بھرا ہؤا ہے اور کوئی شخص ایسی صداقت یا ایسا نکتہ الٰہیہ یا ایسا طریق وصول الی اللہ یا کوئی ایسا نادر یا پاک طور مجاہدہ و پرستشِ الٰہی کا نکال نہیں سکتا جو اس پاک کلام میں درج نہ ہو‘‘۔

(سرمہ چشم آریہ۔روحانی خزائن جلد2 صفحہ 68 تا74۔حاشیہ)

ہست قرآں از خدا حبل المتین
تا کشندت سُوئے رب العالمین

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۞......’’اسلام ایک ایسا بابرکت اور خدانما مذہب ہے کہ **اگر کوئی شخص سچے طور پر اس کی پابندی اختیار کرے اور ان تعلیموں اور ہدایتوں اور وصیتوں پر کار بند ہو جائے جو خدائے تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف میں مندرج ہیں تو وہ اسی جہان میں خدا کو دیکھ لے گا**۔ وہ خدا جو دنیا کی نظر سے ہزاروں پردوں میں ہے اس کی شناخت کے لئے بجز قرآنی تعلیم کے اور کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ **قرآن شریف معقولی رنگ میں اور آسمانی نشانوں کے رنگ میں نہایت سہل اور آسان طریق سے خدائے تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اس میں ایک برکت اور قوت جاذبہ ہے جو خدا کے طالب کو دمبدم خدا کی طرف کھینچتی اور روشنی اور سکینت اور اطمینان بخشتی ہے‘‘**۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد21۔صفحہ 26-25)

قرآن شریف خدا کا وجود دکھلانے کا آئینہ ہے

۞......’’قرآن شریف خدا کے قدیم نشانوں اور تازہ نشانوں کی گواہی اپنے ساتھ رکھتا ہے اور خدا کا وجود دکھلانے کے لئے ایک آئینہ ہے‘‘۔

(پیغام صلح۔روحانی خزائن جلد23 صفحہ 454)

قرآن شریف کو توجّہ اور اخلاص سے پڑھنا دل کو صاف کرتا ہے

قرآن مجید کی خوارق عادت پاکیزہ تأثیرات و برکات کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’**سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف میں ایک اور خاصّہ بزرگ پایا جاتا ہے کہ جو اسی کلام پاک سے خاص ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو توجّہ اور اخلاص سے پڑھنا دل کو صاف کرتا ہے اور ظلمانی پردوں کو اٹھاتا ہے اور سینے کو منشرح کرتا ہے اور طالبِ حق کو حضرتِ احدیّت کی طرف کھینچ کر ایسے انوار اور آثار کا مورد کرتا ہے کہ جو مقرّبان حضرتِ احدیّت میں ہونی چاہئے اور جن کو انسان کسی دوسرے حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہیں کرسکتا‘‘**۔

(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 402)

ہے یہ فرقاں میں اِک عجیب اثر
کہ بناتا ہے عاشقِ دِلبر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

۞......’’یہ بات کسی سمجھدار پر مخفی نہیں ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زاد بوم ایک محدود جزیرہ نما ملک ہے جس کو عرب کہتے ہیں جو دوسرے ملکوں سے ہمیشہ بے تعلق رہ کر گویا ایک گوشۂ تنہائی میں پڑا رہا ہے۔ اس ملک کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے بالکل وحشیانہ اور درندوں کی طرح زندگی بسر کرنا اور دین اور ایمان اور حق اللہ اور حق العباد سے بے خبر محض ہونا اور سینکڑوں برسوں سے بت پرستی و دیگر ناپاک خیالات میں ڈوبے چلے آنا اور عیّاشی اور بدمستی اور شراب خواری اور قمار بازی وغیرہ فسق کے طریقوں میں انتہائی درجہ تک پہنچ جانا اور چوری اور قزّاقی اور خون ریزی اور دختر کشی اور یتیموں کا مال کھا جانے اور بیگانہ حقوق دبا لینے کو کچھ گناہ نہ سمجھنا۔ غرض ہر یک طرح کی بُری حالت اور ہر یک نوع کا اندھیرا اور ہر قسم کی ظلمت و غفلت عام طور پر تمام عربوں کے دلوں پر چھائی ہوئی ہونا ایک ایسا واقعہ مشہور ہے کہ کوئی متعصب مخالف بھی بشرطیکہ کچھ واقفیت رکھتا ہو اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ اور پھر یہ امر **بھی ہر یک منصف پر ظاہر ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یاوہ اور ناپارسا طبع لوگ اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کو قبول کرنے کے بعد کیسے ہو گئے اور کیونکر تاثیرات کلام الٰہی اور صحبت نبی معصومؐ نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ان کے دلوں کو یکلخت ایسا مبدل کر دیا کہ وہ جہالت کے بعد معارف دینی سے مالا مال ہو گئے اور محبت دنیا کے بعد الٰہی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ اپنے وطنوں اپنے مالوں اپنے عزیزوں اپنی عزتوں اپنی جان کے آراموں کو اللہ جل شانہٗ کے راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔** چنانچہ یہ دونوں سلسلے ان کی پہلی حالت اور اس نئی زندگی کے جو بعد اسلام انہیں نصیب ہوئے قرآن شریف میں ایسی صفائی سے درج ہیں کہ ایک صالح اور نیک دل آدمی پڑھنے کے وقت بے اختیار چشم پُرآب ہو جاتا ہے۔ **پس وہ کیا چیز تھی جو ان کو اتنی جلدی ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف کھینچ کر لے گئی۔ وہ دو ہی باتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ نبی معصومؐ اپنی قوتِ قدسیہ میں نہایت ہی قوی الاثر تھا ایسا کہ نہ کبھی ہؤا اور نہ ہوگا۔ دوسری خدائے قادر مطلق حیّ قیّوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب تاثیریں تھیں کہ جو ایک گروہ کثیر کو ہزاروں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔**

بلاشبہ یہ قرآنی تاثیریں خارق عادت ہیں کیونکہ کوئی دنیا میں بطور نظیر نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔ کون اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ کسی کتاب نے ایسی عجیب تبدیل و اصلاح کی جیسی قرآن شریف نے کی۔

......لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اترتے ہیں اور معارف اور نکات ان کے مونہہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکّل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذّتِ وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر ان کے وجودوں کو ہاون مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حُبّ الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دُور تر و بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں۔ انہیں پر ثابت ہؤا ہے کہ خدا ہے۔ انہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے۔ جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ انہیں جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے۔ اور ان کی درودیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور وہ ہر یک میدان میں ان کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اُس کے اور وہ اُن کا ہے‘‘۔

(سرمہ چشم آریہ۔روحانی خزائن جلد2 صفحہ 76 تا79۔حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

۞......’’محققین یورپ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ **جس صدق دل اور دلی جوش سے عربوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا وہ ایک فوق العادت امر ہے اور اسی سچے ایمان اور اخلاص کا نتیجہ تھا کہ تھوڑی ہی مدت میں ان کو دنیا میں وہ فتوحات حاصل ہوئیں جو آج تک کسی قوم کو حاصل نہیں ہوئیں اور ایک حیرت ناک امر یہ ان سے ظہور میں آیا کہ یا تو وہ لوگ اُمّی اور ناخواندہ تھے اور یا علوم وفنون میں وہ فوقیت حاصل کی جو قدیم علموں کو زندہ کیا اور بہت سے نئے علوم ایجاد کئے**۔ عراق اور شام۔ اسپین اور دیگر ممالک اسلامیہ کی یونیورسٹیاں مشہور تھیں......‘‘۔

(چشمۂ معرفت۔روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 236 حاشیہ)

قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے

۞......فرمایا:’’**جبتک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے**۔ جس قدر وہ قرآن شریف سے دور جا رہے ہیں اسی قدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دور جا رہے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 379 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ

۞......فرمایا:’’یاد رکھو **قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے**۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دُور پڑے ہوئے ہیں۔ **لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے، اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے**۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اُسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہیں اُن کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا، تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اُسے تو چاہیے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اُس کے لُطف اور شفا بخش پانی سے حظّ اُٹھاتا۔ مگر باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دُور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔ اور اس وقت تک اُس سے دور رہتا ہے جو موت آکر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہیے۔ مگر نہیں۔ اس کی پروا بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بُلاوے تو اُسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی۔

مسلمانوں کو چاہیے تھا اور اب بھی اُن کے لیے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح اُن کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے یہ ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے اور وہ اس پر چل کر فائدہ اُٹھائیں۔

یقیناً یاد رکھو کہ **جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پاک کتاب پر عمل کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو لاانتہا برکات سے حصہ دیتا ہے‘‘**۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 141-140 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

قرآن ایک ہفتہ میں پاک کرسکتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۞......’’**قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کرسکتا ہے اگر صُوری یا معنوی اعراض نہ ہو**۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔‘‘

(کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد19 صفحہ 27)

صُوری اور معنوی اعراض کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’قرآن شریف سے اِعراض کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک صُوری اور ایک معنوی۔ صُوری یہ کہ کبھی کلام الٰہی کو پڑھا ہی نہ جاوے۔ جیسے اکثر لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر قرآن شریف کی عبارت تک سے بالکل غافل ہیں۔ اور ایک معنوی کہ تلاوت تو کرتا ہے مگر اس کی برکات وانوار ورحمت الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا۔ پس دونو اعراضوں میں سے کوئی ہو اُس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 519 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

قرآن پر عمل کرنے والے معزّز ہو سکتے ہیں

حضرت حکیم مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

۞......’’**تاریخ اور واقعات صحیحہ اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ جس قوم نے قرآن کو اپنا دستور العمل بنایا وہ دنیا میں معزز و مقتدر بنائی گئی**۔ کون ہے جو اس بات سے ناواقف ہے کہ عربوں کی قوم تاریخ دنیا میں اپنا کوئی مقام ومرتبہ رکھتی تھی۔ وہ بالکل دنیا سے الگ تھلگ قوم تھی۔ لیکن جب وہ قرآن کی حکومت کے نیچے آئی وہ کُل دنیا کی فاتح کہلائی۔ علوم کے دروازے ان پر کھولے گئے۔ پھر ایسی زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے اس صداقت سے انکار کرنا سراسر غلطی ہے۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ آج کل مسلمانوں کے تنزل و ادبار کے اسباب پر بڑی بحثیں ہوتی ہیں اور وہ لوگ جو قوم کے ریفارمر یا لیڈر کہلاتے ہیں اس مضمون پر بڑی طبع آزمائیاں کرتے ہیں۔ لیکچر دیتے ہیں۔ آرٹیکل لکھتے ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ وہ اس نکتہ سے دُور ہیں۔ ان کے نزدیک مسلمانوں کے ادبار کا باعث یورپ کے علوم کا حاصل نہ کرنا ہے اور ترقی کا ذریعہ انہیں علوم کا حاصل کرنا ہوسکتا ہے۔ حالانکہ **قرآن شریف یہ کہتا ہے کہ قرآن پر ایمان لانے والے اور عمل درآمد کرنے والے معزز ہو سکتے ہیں بلکہ میرا تو یہ ایمان ہے کہ جب انسان کامل طور پر قرآن کی حکومت کے نیچے آجاتا ہے تو وہ حکومت اس کو خود حکمران بنا دیتی ہے اور دوسروں پر حکومت کرنے کی قابلیت عطا کرتی ہے**۔ جیسا کہ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ سے پایا جاتا ہے...... **ہاں یہ ضروری ہے کہ قرآن سے فائدہ اٹھانے والا انسان تقویٰ شعار ہو، متقی ہو‘‘**۔

(حقائق الفرقان جلد نمبر 1 صفحہ 104)

......................................(باقی آئندہ)

بقیہ: حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورۂ جرمنی 2015ء۔ از صفحہ 2

وقت مجھ سے دفتر میں لے لینا۔

❁......ایک واقف نو نے عرض کیا کہ میرا سوال ہے کہ جامعہ میں اپنی مرضی کے کپڑے کیوں نہیں پہن سکتے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کس نے کہا ہے نہیں پہن سکتے؟

اس پر واقف نو لڑکے نے کہا کہ مَیں جامعہ گیا تو اُن سب نے ایک جیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمہارے سکول میں یونیفارم نہیں ہے؟

اس پر اس نے عرض کیا کہ نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تم لوگوں کے سکولوں میں یونیفارم نہیں ہوتا۔ اکثر سکولوں میں یونیفارم ہیں۔ UK میں تو اکثر سکولوں میں یونیفارم ہوتا ہے۔ پاکستان کے اکثر سکولوں کا یونیفارم ہوتا ہے۔ یہاں پر پبلک سکول میں شاید نہ ہو، انہوں نے کہا ہو کہ common رکھو۔ یا شاید غریب لوگوں کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نہ ہو۔ لیکن جو پرائیویٹ سکول ہیں، میرا خیال ہے جرمنی میں اُن کا یونیفارم یقیناً ہوگا۔ اُنہوں نے اپنی ایک شناخت رکھی ہوتی ہے۔ ایک پہچان رکھی ہوتی ہے۔ تو کوئی نہ کوئی یونیفارم جامعہ کے لڑکوں کو دینا تھا تو مجھے یہ یونیفارم پسند تھا، مَیں نے کہا تمہارا یہ یونیفارم ہے اسے پہنو۔ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے۔ ایک انتظامی مسئلہ ہے۔

❁......ایک بچے نے عرض کیا کہ میں دو شعر نظم کے پڑھ سکتا ہوں کیونکہ میں اپنے نانا ابو سے یہ وعدہ کر کے آیا ہوں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر وعدہ پورا نہ کیا تو پھر کیا کہتے تھے ماروں گا؟ چلو پڑھ دو۔

چنانچہ اس بچے نے درج ذیل دو اشعار پڑھے۔

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رخ پلٹ جائے گا رُت بدل جائے گی
تم دعائیں کرو یہ دعا ہی تو تھی جس نے توڑا تھا سر کبر نمرود کا
ہے ازل سے یہ تقدیر نمرودیت آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی

❁......ایک بچے نے عرض کیا کہ آپ ابھی آخن (Aachen) کی مسجد کا افتتاح کر کے آئے ہیں تو آپ کو مسجد کیسی لگی؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تم Aachen سے ہو؟ اور جمعہ کہاں پڑھتے ہو؟

اس پر واقف نو لڑکے نے عرض کی کہ مَیں آخن کی قریبی جماعت سے ہوں اور جمعہ اپنی جماعت میں پڑھتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسجدیں ساری اچھی ہوتی ہے۔ ہر وہ مسجد اچھی ہوتی ہے جس کی آبادی اچھی ہو۔ مسجدوں کی عمارت تو خوبصورت بنا دیتے ہو۔ مسجد کی اصل خوبصورتی وہاں کے نمازیوں سے بنتی ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ وہاں کی جماعت اس کو کتنا مزید خوبصورت بناتی ہے۔

❁......ایک بچے نے عرض کیا کہ میں Abitur کے بعد جامعہ میں جانا چاہتا ہوں۔ کیا جامعہ کے دوران کچھ اور بھی Study کر سکتے ہیں یا نہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بہتر یہی ہے کہ جامعہ study کرلو۔ جامعہ کے دوران جامعہ کی ہی تعلیم حاصل کرو تو زیادہ بہتر ہے اور اگر اتنے brilliant ہوئے کہ جامعہ کی انتظامیہ نے سمجھا کہ تمہیں کچھ اور پڑھایا جاسکتا ہے تو اجازت دی بھی جاسکتی ہے۔ پاکستان میں بعض دفعہ جامعہ کے دوران بعض لڑکوں کو جو زیادہ ہوشیار ہوتے ہیں۔ F.A اور Graduation وغیرہ کروائی جاتی ہے۔ لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ Student اچھا ہے اور کسی خاص مضمون کی طرف اس کا رجحان ہے، اس کا شوق ہے تو اُس میں specialize کروایا جاسکتا ہے۔ تو وہ جامعہ پاس کرنے کے بعد بھی کرایا جاتا ہے۔ یہاں UK جامعہ سے بعض لڑکے پاس ہوئے ہیں ان کو اب اہم مختلف مضمونوں میں یونیورسٹیز میں graduation کروا رہے ہیں۔

❁......ایک واقف نو بچے نے عرض کیا کہ میرا سوال ہے ہم لوگ جن کی وفات ہو جائے اُن کو زمین میں ہی کیوں دفناتے ہیں؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: زمین میں دفناتے ہیں تو مرنے والوں کا کوئی نہ کوئی عزت و احترام ہونا چاہئے۔ اسلام میں ایک تصور ہے کہ عزت و احترام سے اس کو زمین میں دفن کردو اور وہاں ایک نشان لگادو جس سے علم ہو کہ یہاں کون دفن ہے۔ پھر اس قبر پر جا کے دعائیں پڑھتے رہو۔ اب کچھ عرصہ کے بعد زمین میں تو وہ چیز نہیں رہ سکتی۔ جس کو بھی دفنایا جاتا ہے وہ مٹی ہی بن جائے گا۔ یہ قانون قدرت ہے کہ ایک وقت میں آکے سب کچھ مٹی میں مل جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے جہاں قبرستان میں ہم دفناتے ہیں اس میں ہزاروں قبریں پہلے ہی بن چکی ہوں۔ جہاں تم گھر بناتے ہو ان جگہوں پر قبرستان ہوں۔ تو بہرحال یہ ایک عزت و احترام کے لئے اور ایک یاد کے لئے اور قبر پر جا کر دعا کرنے کے لئے اسلام میں یہ طریق کار ہے۔ اب ہر قوم اپنے مردوں سے عزت و احترام سے پیش آنا چاہتی ہے۔ عیسائی ہیں وہ دفناتے ہیں لیکن بعض ایسے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ عزت و احترام اسی میں ہے کہ انہیں جلا دیا جائے یا ہندوؤں میں یہ رواج ہے وہ مرنے والے کے عزت و احترام کے لئے سمجھتے ہیں کہ اس کو ہم جلا دیں تا کہ اس کی راکھ کو بند کر کے ایک جگہ رکھ لیں تو ان کے نزدیک وہ زیادہ احترام ہے۔ اسی طرح اب پارسی لوگ ہیں ان کی عزت یہ ہے کہ انہوں نے بڑے بڑے اونچے مینارے بنائے ہوتے ہیں اور وہاں ایک گرِل (grill) سی لگی ہوتی ہے اس کے اوپر لگا کے اپنے مردے رکھ دیتے ہیں۔ وہاں کوّے، چیلیں آکے ان کو کھاتے رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہی احترام ہے کہ اس سے اللہ کی مخلوق اس کے مرنے کے بعد بھی فائدہ اٹھا رہی ہے۔ تو ایک احترام کا تصور ہے اپنے اپنے اندازے کے مطابق ہر ایک مذہب نے رکھا ہوا ہے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ بہترین یہی چیز ہے کہ اس کو زمین میں دفناؤ اور قرآن کریم نے بھی یہی تعلیم دی۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ ایک شخص نے جب اپنے دوسرے بھائی کو قتل کیا تو اس کو پھر اللہ تعالیٰ نے سبق دینے کے لئے ایک کوّے کو بھیجا اور بتایا کہ کس طرح مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔ اس نے زمین کریدی۔ اس نے کہا میں بڑا بدقسمت ہوں کہ اپنے مردے کی عزت اور احترام نہیں کیا۔ ایک اپنے بھائی کو مار دیا اور پھر اوپر سے اس کا احترام نہیں کر رہا۔ اس کا احترام یہ ہے کہ اسے عزت سے زمین میں دفنا دیا جائے اور تم دفناتے ہو تو وہاں یادگار بھی رہتی ہے۔ پھر جا کر اس پر دعائیں بھی کرتے ہو۔

❁......ایک واقف نو نے سوال کیا کہ اگر حضور انور کو پاکستان میں رہنے کی اجازت ہو تو حضور کہاں پر رہنا زیادہ پسند کریں گے۔ انگلینڈ میں یا پاکستان میں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پاکستان میں رہنے کی اجازت دلوادو پاکستان چلا جاؤں گا۔ پاکستان میں رہنے کی اجازت تو مجھے ہے۔ لیکن میں پاکستان میں رہ کے نہ نمازیں پڑھا سکتا ہوں، نہ میں خطبہ دے سکتا ہوں، نہ میں وہ کام کرسکتا ہوں جو میرے فرائض میں داخل ہیں۔ اس لئے جب بھی انشاء اللہ تعالیٰ حالات بہتر ہوں گے اور جس خلافت کے دور میں بھی ہوں گے، اللہ بہتر جانتا ہے تو میرے خیال میں کچھ عرصہ تو خلیفۃ المسیح پاکستان جایا کرے گا یا مجھے موقعہ ملے گا تو جاؤں گا۔ لیکن دنیا کے نظام میں اور جس طرح جماعت احمدیہ میں وسعت پیدا ہوچکی ہے اور یہ ملک جو زیادہ developed ہیں، سوائے اس کے کہ پاکستان اتنا develop ہو جائے جتنا یورپ ہے تو پھر کچھ عرصہ وہاں رہیں گے اور باقی یہاں سے دیکھ کے دنیا کو کنٹرول کرنا بہتر ہے۔ صحیح طرح سب کے ساتھ رابطے رکھنا زیادہ مناسب ہوگا۔ تو میرا خیال ہے کہ کیونکہ اب انگلینڈ میں ایک base بن چکی ہے اور زیادہ کام یہاں سے ہی ہوگا۔ لیکن قادیان اور پاکستان آنا جانا رہے گا۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ ہمیں UK میں بھی اپنے مرکز کو وسیع کرنا پڑے۔

❁......ایک واقف نو نے سوال کیا کہ حضور اتنا زیادہ جماعت کے لئے کام کرتے ہیں۔ آپ کے پاس free time ہوتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہاں اگر سوتا ہوں تو free time ہوتا ہے تو سوتا ہوں۔ کام تو ہوتے ہیں لیکن اسی کام میں سے کبھی کبھی وقت نکالنا پڑتا ہے کبھی سال میں ایک دو دفعہ ایک آدھ دن کے لئے outing بھی کرنی پڑتی ہے۔ مجھے shooting کا شوق ہے تو میں کبھی کبھی دو تین گھنٹے کے لئے shooting پر چلا جاتا ہوں۔

❁......ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغام ملتا ہے تو آپ کو کیسے پتہ چلتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر جو نیک بات ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی دل میں ڈالتا ہے اور پھر دل میں ڈالنے کے بعد بار بار احساس ہوتا ہے کہ اس کو کرنا ہے۔ بعض دفعہ ذہن میں مختلف باتیں ہوتی ہیں، لیکن نماز کے دوران، مثلاً بعض دفعہ پتہ چل جاتا ہے کہ اِس طرف توجہ دینی ہے۔ تو اس طرح پتہ چل جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔

❁......بچے نے دوبارہ سوال کیا کہ حضور کو فرشتے نظر آتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ فرشتے دکھائے نہیں جاتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تو جبرائیلؑ آئے اور مختلف شکل میں دکھائے گئے لیکن مختلف انبیاء پر بھی جو فرشتے آتے رہے مختلف صورتوں میں آتے رہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ایک دفعہ ایک فرشتے کو دیکھ لیا جس نے ارکان اسلام اور ارکان ایمان بتائے تھے۔

❁......ایک بچے نے عرض کیا کہ میرا سوال یہ ہے کہ حضور کو جماعت احمدیہ جرمنی میں کیا نظر آرہا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تم۔ اتنے لوگ بیٹھے ہیں، واقفین نو نظر آرہے ہیں۔ تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ اس کا مستقبل کیا نظر آرہا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے امید ہے انشاء اللہ جماعت احمدیہ جرمنی کا مستقبل بڑا اچھا ہوگا اور جماعت یہاں پھیلے گی اور جرمن قوم بھی انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت اور حقیقی اسلام کو قبول کرے گی۔ اور ہوسکتا ہے کہ یورپ میں قبول کرنے والوں میں سب سے پہلے نمبر پر ہوں۔ اس بارہ میں مَیں خطبہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی ذکر کر چکے ہیں اور باقی بھی شاید کسی نے کیا تھا۔

❁......ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جب انسان وفات پاتے ہیں تو وہ یا جہنم میں جاتے ہیں یا جنت میں، تو جب جانور وفات پاتے ہیں تو ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان کو تو اللہ تعالیٰ نے کوئی عمل کرنے کی صلاحیت نہیں دی ہوئی۔ جنت اور جہنم کس لئے ہے۔ کسی کو سزا ملتی ہے، اچھی اور بری بات سے سزا اور جزا ہوتی ہے۔ کسی کو کوئی reward ملتا ہے انعام ملتا ہے تو اچھی بات کرنے سے ملتا ہے اور اگر تم غلط کام کرو تو تمہیں سزا ملتی ہے؟ چاہے تھوڑی سی ملے۔ سکولوں میں بھی ملتی ہے۔ تو کیا جانوروں کو اتنی عقل ہے؟ بلّی کتّے کو اتنی عقل ہے کہ وہ اچھے کام کرے اور برے کام نہ کرے؟ اللہ تعالیٰ نے اُس کی جو فطرت بنا دی ہے۔ اس نے تو وہی کام کرنا ہے۔ اس لئے اس کے لئے جزا سزا کوئی نہیں۔

❁......ایک واقف نو بچے نے عرض کیا کہ میرے پاس دو سوال ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ جب انسان مرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے گھر جاتا ہے تو جسم ویسا ہی رہتا ہے جیسا اب ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جسم تو تمہارا زمین میں دفن ہوجاتا ہے۔ روح اوپر چلی جاتی ہے۔ جب روح اوپر چلی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک نیا جسم دیتا ہے اور جب تک اللہ چاہے اس جسم میں رہنا ہے۔ یا جہنم میں رہنا ہے۔ سزا کاٹنی ہے یا جنت میں جانا ہے۔ اس کے فیض پانے ہیں۔ یہ جو دنیا کا جسم ہے یہیں رہ جائے گا۔ اگلے جہان میں نیا جسم ملے گا اور روح یہی ہوگی۔

❁......بچے نے عرض کیا کہ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا واقف نو پولیس افسر بن سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر تو جماعت احمدیہ کی پولیس ہے تو پھر تو بن سکتے ہیں۔ لیکن اگر تم میں سے کسی کو پولیس میں جانے کا شوق ہے بعض دوسرے شعبوں میں بھی جاتے ہیں تو پوچھ کر اجازت لے سکتے ہیں کہ ہمارا شوق ہے۔ اگر تمہیں اجازت مل جائے تو پھر تم جاسکتے ہو ورنہ نہیں۔ یہ اصولی فیصلہ نہیں ہے۔ ہر Individual کے متعلق علیحدہ فیصلہ ہوگا۔

❁......ایک واقف نو نے سوال کیا میرا سوال ہے کہ جب ہم وفات پائیں گے اور ہماری روح اوپر چلی جائے گی تو ہم اللہ میاں کو دیکھ سکیں گے؟

تو اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: فوت ہونے پہ آجکل جرمنی والوں کا بڑا زور ہے۔ ہم زندہ ہیں۔ ابھی زندوں کی دنیا میں رہ رہے ہیں۔ کوئی زندگی کا بھی خیال رکھو۔ ہاں اگر اگلے جہان کی فکر پڑ گئی ہے تو وہ بجائے اطفال الاحمدیہ کے انصاراللہ کو زیادہ ہونی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے جب سوال جواب ہوں گے تو ظاہر ہے کس صورت میں دیکھتے ہو کیا شکل ہے، اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کس طرح دکھائے گا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں سوال و جواب کروں گا۔ وہ پوچھے گا۔ وہ کہے گا اگر تم نے اچھے کام کئے ہوئے تو چلو جنت میں جاؤ۔ **حضور انور نے فرمایا** کہ ایک لمبی حدیث ہے جس میں ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کو جہنم سے نکالے گا پھر ایک نظارہ دکھانے کے لئے سامنے لائے گا۔ پھر اگلا step ہوگا اور پھر اگلا step اس کے بعد پھر جنت کے دروازے پہ پہنچے گا۔ تو پھر بندہ کہے گا اللہ تعالیٰ یہاں ٹھنڈی

ہوائیں آرہی ہیں۔تو یہ نظارہ بھی دکھا دیا اور یہ بھی دکھا دیا۔ بالکل دروازے پہ لے گیا، یوں میں جھانک کر اندر بھی دیکھ رہا ہوں۔لوگ موجیں کر رہے ہیں ہیں تو تھوڑا سا اندر جاکے اور قریب سے دیکھ لوں؟ تو اللہ تعالیٰ ہنس کے کہے گا جاؤ تمہیں زیادہ ہی شوق ہے تو چلو تمہیں بخش دیا۔جاؤ چلے جاؤ جنت میں۔تو یہ لمبی حدیث ہے اس کا میں نے خلاصہ بتا دیا ہے۔

❁......**ایک واقف نو نے سوال کیا کہ احمدی بچوں کو smartphone لینے کی اجازت ہے؟**

تو اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

احمدی بچوں کو smartphone لینے کی اجازت اس شرط پر ہے اگر ان کا غلط استعمال نہیں کرتے اور تمہارے امّاں ابّا بھی اس بات پر راضی ہو جاتے ہیں۔لیکن اگر تم سارا دن chat کرتے رہو اور دیکھتے رہو اور غلط قسم کی applications اس کے اندر ڈال لو اور پھر بجائے نیک آدمی بننے کے فضول قسم کی باتیں سیکھتے رہو۔تو میرے خیال میں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔لیکن تمہاری یہ حالت دیکھ کے ہی تمہارے امّاں ابّا فیصلہ کریں گے کہ تمہیں دینا چاہئے کہ نہیں۔تم میرے سے اصولی اجازت لے کے اپنے امّاں ابّا کو نہ کہہ دینا جاکے کہ اجازت مل گئی۔

❁......**ایک واقف نو طفل نے سوال کیا کہ Facebook استعمال کرنا منع کیوں ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔شریعت میں تو منع نہیں۔میں نے اس لئے منع کیا تھا کہ آجکل کی Facebook میں لوگ برائیوں میں زیادہ پڑ جاتے ہیں اور اچھائیاں کم ہیں۔لیکن جماعت احمدیہ نے Facebook بنائی ہوئی ہے۔جماعت احمدیہ کا alislam کے اوپر Facebook بھی ہے۔ جماعت احمدیہ کی دوسری ذیلی تنظیمیں ہیں انہوں نے Facebook بنائی ہوئی ہیں۔بعض انفرادی لوگوں نے دو چار نے اکٹھے ہو کر اپنی Facebook بنائی ہوئی ہے جس سے وہ تبلیغ کرتے ہیں۔تو یہ حرام نہیں ہے، لیکن ہوش و حواس سے اس کا استعمال کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک حد تک احتیاط کی جائے۔ جب تمہیں عقل آجائے تو تب اس میں جاؤ، کیونکہ Facebook کے ذریعہ سے بہت ساری برائیاں پھیل رہی ہیں۔ Facebook کے ذریعہ سے بعض لڑکوں کو بعض لوگوں نے غلط کاموں میں ڈال دیا ہے۔بعض لڑکیوں سے غلط کام کروالئے۔پھر ان کو blackmail کرتے ہیں پھر ان کو غلط رستوں پر چلاتے ہیں، جماعت سے ان کو دور ہٹاتے ہیں۔ابھی تمہارا علم جماعت کا اتنا نہیں ہے۔پہلے جماعت کے بارے میں پورا علم حاصل کرو۔پھر کسی مذہبی Facebook پر جاؤ۔پھر دنیاداری کا علم جو ہے اس میں بھی تمہاری اتنی عقل ہو کہ Facebook پہ جو بعض سوال اٹھتے ہیں۔ان کا جواب دے سکو۔ابھی تم سوال کا جواب نہیں دے سکتے اور تمہارے امّاں ابّا بھی اگر تمہیں اس سوال کا جواب نہیں دے سکیں گے تو تم سمجھو گے Facebook والا جو تمہیں approach کر رہا ہے وہ صحیح ہے، حالانکہ تمہیں چاہئے تھا کہ اس کی تحقیق کرو، جماعت کے کسی پڑھے لکھے آدمی سے کسی عالم سے پوچھو، مربی صاحب سے رجوع کرو، اپنے incharge سے پوچھو۔تو Facebook میں بہت ساری ایسی باتیں آجاتی ہیں جن سے برائیاں پھیلنے کا خیال ہے اور برائیاں پھیلتی ہیں۔یورپ میں بہت سارے لوگ ایسے بھی ہیں اور امریکہ میں بھی ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ ہمیں Facebook نے غلط کاموں میں ڈال دیا۔اس لئے میں نے کہا تھا اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔تمہاری عمر ابھی نہیں ہے۔ ہاں اگر Facebook میں جانا ہے تو جو جماعتی Facebook ہیں ان پر جاؤ۔

❁......**ایک بچے نے عرض کیا کہ میں نے پوچھنا ہے کہ اگر کوئی جرمن یا کوئی دوسرا ہم سے پوچھے کہ آپ کو کیسے پتہ ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے تو ہم ان کو کیسے بتائیں گے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دیکھو پہلی بات تو یہ ہے کہ سب سے بڑا زندہ ثبوت ہمارے پاس یہ ہے کہ قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ قرآن کریم اپنی original شکل میں محفوظ رہے گا۔ چودہ سو، پندرہ سو سال ہو گئے اور یہ محفوظ رہا۔ تورات اور دوسری کتب، انجیل اور بائبل اور دوسرے صحیفے جو مختلف انبیاء پر اترے وہ ایک حد تک، جب تک اُن کی تعلیم کی ضرورت تھی، محفوظ رہے۔اُس کے بعد بگڑ گئے۔ بائبل بھی بگڑ گئی تھی، تورات بھی بگڑ گئی تھی، تبھی تو یہودی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی عمل نہیں کرتے تھے۔لیکن قرآن کریم کا یہ دعویٰ کہ یہ ہمیشہ محفوظ رہے گا تو یہ آج تک محفوظ ہے۔تمہارے پاس print کی صورت میں، کتاب کی صورت میں محفوظ ہے۔ بہت سارے حافظ قرآن ہیں، قرآن کریم حفظ کر لیتے ہیں، ہزاروں لاکھوں حافظ قرآن اسلام میں ہیں جنہوں نے حفظ کیا ہوا ہے، اُن کے سینوں میں محفوظ ہے۔پھر ہم پانچ نمازوں میں اس کی آیتیں پڑھتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو ایک بہت بڑا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کریم کے ذریعہ جو شریعت اُتری وہ سچی شریعت ہے اور دعویٰ ہے کہ ہمیشہ محفوظ رہے گی تو محفوظ رہی۔تو ایک بہت بڑی دلیل یہی ہے۔پھر اسلام کے revival کے لئے اس کے نئے سرے سے اس کو جاری رکھنے کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی، اُس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام آگئے۔اُنہوں نے دعویٰ کیا۔اور جماعت احمدیہ قائم ہوئی۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے کام اسلام کی ترقی کے کام کو آگے بڑھا رہے ہیں اور جو دوسرے لوگ ہیں وہ اسلام کی تعلیم پہ عمل کرتے ہوئے اپنے مشن کو آگے نہیں پھیلا رہے۔مثلاً عیسائیت تھی، ایک زمانہ میں اگر پھیلی بھی، تو وہ صرف لوگوں کے مزاج کے مطابق اپنی تعلیم کو ڈھالتی رہی، افریقہ میں اور ذریعہ سے تعلیم دی جارہی ہے، یورپ میں اور طریقہ سے دی جاتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ اس مذہب کو لوگ چھوڑ بھی رہے ہیں اور اسلام قبول کرنے کی طرف آرہے ہیں، اور اللہ کے فضل سے ہزاروں لاکھوں لوگ ہر سال احمدی مسلمان بھی بنتے ہیں۔تو یہ موٹی موٹی باتیں بتا دیں، یہ سچائی کی دلیل ہیں۔پھر دعائیں قبول ہوتی ہیں، خدا تعالیٰ احمدیوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ تمہاری دعا قبول ہوئی کبھی؟ اس پر بچے نے سر ہلایا۔اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بس یہ بھی پھر سچائی ہے۔بہت ساری دلیلیں دیا کرو اور اپنی قبولیت دعا کی دلیل بھی دو۔

❁......**ایک بچے نے یہ سوال کیا کہ حضور نے ایک خطبہ میں اطفال الاحمدیہ کو Mobile رکھنے سے منع کیا کہ یہ ہمارے لئے اس لئے منع ہے کیونکہ ہم کوئی business نہیں کرتے نہ کوئی کام کرتے ہیں جس کے لئے ہمیں فون کی ضرورت پڑے۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ جب کوئی خادم بن جاتا ہے۔ پندرہ سال کا ہوتا ہے تو وہ لے سکتا ہے۔تو میرا سوال ہے کہ جب کوئی طفل پندرہ سال کا ہو جائے تو اُسکو Mobile لینے کی اجازت ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سوال یہ ہے کہ mobile کوئی گناہ تو نہیں ہے، اگر ضرورت ہے، بعض ماں باپ بڑے وہمی ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں ہمارے بچوں سے ہمارا رابطہ رہے، وہ چودہ پندرہ سال کی عمر میں لے دیتے ہیں، اگر تو تم اُس کا غلط استعمال نہیں کر رہے اور آج کل کے جو Mobile آئے ہوئے ہیں cellphone آئے ہوئے ہیں Iphone ہے یا وہ جو اُس نے نام لیا تھا سمارٹ فون اور جو دوسرے، Samsung وغیرہ کے جتنے فون ہیں Android وغیرہ، اُن پہ دوسری applications بھی آجاتی ہیں، غلط باتیں بھی آجاتی ہیں، اگر تو تم اُن کو نیک کاموں کے لئے استعمال کرتے ہو تو میں نے جیسے پہلے بھی بتایا، تو کوئی حرج نہیں ہے اگر اپنے ماں باپ سے رابطے کے لئے استعمال کرتے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اپنے دوستوں سے اپنی study کی بات پوچھنے کے لئے text کرتے ہو یا رابطہ رکھتے ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر تم بجائے نیک کام کرنے کے، غلط applications اور سارا دن اس کی کسی game کے پیچھے لگے رہو اور نمازیں بھی چھوڑ دیں اور سارا دن ایسی غلط فلمیں دیکھنے لگ گئے جس سے تمہارے اخلاق خراب ہونے لگیں، تو پھر حرج ہے۔اس لئے یہ نہ چودہ پندرہ سال کی عمر کا سوال ہے نہ اٹھارہ بیس سال کی عمر کا سوال ہے، اگر اس کا غلط استعمال ہے تو وہ بڑے کے لئے بھی غلط ہے اور چھوٹے کے لئے بھی غلط ہے، لیکن کیونکہ چھوٹے کو عقل نہیں ہوتی، اس لئے وہ جلدی لوگوں کی باتوں میں آکے غلط کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ اگر تمہارے میں عقل ہے تو بیشک کرو۔یہ تمہارے امّاں ابّا تمہیں لے کے دیں گے لیکن مہنگا بھی آتا ہے۔

حضور نے استفسار فرمایا: کتنے کا آجاتا ہے iphone؟

(واقف نو طالب علم نے عرض کی: دوسو یورو کا)

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اب امّاں ابّا تمہارے پر دوسو یورو خرچ کریں گے تو تبھی ملے گا۔

❁......**ایک واقف نو طالب علم نے عرض کی کہ ایک دعا کی درخواست ہے کہ میرے ماموں Malaysia میں رہتے ہیں کہ اُن کا کیس جلدی سے پاس ہو جائے۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: باقی سب کا بھی ہو جائے، صرف تمہارے ماموں کا کیوں ہو؟

❁......**ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جب آپ حضور بنے تھے آپ کو کیسا feel ہوا؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بس ایسا feel ہوا جیسے مجھ پر کسی نے پہاڑ لاد دیا ہو۔

❁......**ایک بچے نے سوال کیا کہ جو شہید ہوتے ہیں اُن کو اُنہی کپڑوں میں کیوں دفنا دیا جاتا ہے۔؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

کس نے کہا ہے؟ بعض دفعہ ایسا موقعہ ہوتا ہے کہ جنگوں میں جو شہداء ہوتے تھے، اُس وقت ان کے کفن دفن کے لئے کوئی چیز نہیں ہوتی، اور نعشوں کے خراب ہونے کا خطرہ ہوتا تھا۔ اِس لئے اُن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت جس کپڑے میں وہ ہوتے تھے دفنا دیتے تھے، بلکہ اُن کی تو ایسی حالت ہوتی تھی کہ کپڑے بھی اُن کے پاس پورے نہیں ہوتے تھے، اگر سر کو ڈھانکتے تھے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے، پاؤں ڈھانکتے تھے سر ننگا ہو جاتا تھا۔پس جب اس طرح حالت ہو کہ نعش خراب ہونے کا خطرہ ہو تو نہلائے بغیر اُسے دفن کیا جاسکتا ہے لیکن اگر کسی شہید کی ایسی حالت نہیں ہے، اور اس کو نہلایا جاسکتا ہے تو پھر اس کو نہلایا بھی جاتا ہے اور کفنایا بھی جاتا ہے۔

❁......**ایک بچے نے سوال کیا کہ جب ہم ٹرین میں سفر کرتے ہیں تو اور بھی لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس pets ہوتے ہیں تو اگر اُن کا pet ہمارے کپڑوں سے لگ کے گزرے تو اُنہی کپڑوں میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج کل تو وہ اپنے pet کو shampoo کرا کرا کے اتنا صاف کر دیتے ہیں کہ تمہارے کپڑوں سے زیادہ صاف وہ pet ہوتے ہیں۔بات یہ ہے کہ نماز پڑھی جاسکتی ہے اگر کپڑے بدلنے کا موقعہ ہو تو بدل لئے لیکن اس بہانے سے نماز چھوڑی نہیں جاسکتی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کے پاس بڑے بڑے بکریوں کے ریوڑ ہوتے تھے، اور اُن کی نگرانی کے لئے اُنہوں نے shepherd جو کتے ہوتے ہیں رکھے ہوتے تھے، اُس زمانہ میں بھی کتے ہوتے تھے اور کتوں کو رکھا ہوتا تھا تا کہ بکریوں کو ریوڑ کو ایک جگہ contain کر کے رکھیں۔تو وہ جو ریوڑ کی رکھوالی کرنے والے صحابہ تھے وہ سارا دن پھرتے تھے کتے بھی اُن کے ساتھ رہتے تھے، اُن کے کپڑوں سے touch بھی کرتے ہوں گے، وہ صحابہ آتے تھے اور پھر مسجد نبوی میں نماز پڑھ کے بھی چلے جاتے تھے۔وہ کپڑے بدل کے اور نہا دھو کے تو نہیں نہ آیا کرتے تھے۔ یہ تو نماز نہ پڑھنے کے بہانے ہیں۔اگر لگ جائے تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ایک کتّے کے اوپر ہی مسلمانوں کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے لیکن یہ بلّی کو سارا دن چومتے رہتے ہیں۔یہ بلّیاں بھی تو ہوتی ہیں۔ پرندے بھی ہو سکتے ہیں۔کتّوں کی بات کر رہے ہو تو اگر ساتھ لگ گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، تم آرام سے نماز پڑھ سکتے ہو اور پھر بعد میں اگر تمہیں زیادہ کراہت آتی ہے تو جا کے کسی وقت کپڑے بدل لو، لیکن نماز کا وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بعض ہمارے ہاں پاکستان میں رواج ہے کہ کالے کتّے کو ہاتھ لگ گیا تو جب تک سات دفعہ ہاتھ نہ دھو لو تو اُس وقت تک تمہارے ہاتھ پاک نہیں ہوتے۔ایک عورت ربوہ میں آئی، غیر احمدی دودھ دینے والی عورتیں اور مرد ارد گرد کے گاؤں سے آیا کرتے ہیں۔کسی کے گھر میں یہ کتا رکھا ہوا تھا۔اُس کا ہاتھ لگ گیا یا کتے نے اُس کا ہاتھ چاٹ لیا تو اُس نے ایک دفعہ صابن سے ہاتھ دھویا۔اور ختم ہو گیا۔تو وہ کہنے لگی۔ہے ہے تم تو کافر ہو گئے، ہاتھ کو سات دفعہ دھونا چاہئے تھا تمہیں کتے کی زبان لگ گئی ہے۔اور ناپاک ہو گئے تم، پلید ہو گئے، دور ہو جاؤ، میں تمہیں آئندہ سے دودھ بھی نہیں دوں گی، تو یہ حالت ہو جاتی ہے اور ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں تو کسی کام کے لئے اتنا زیادہ مبالغہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔

❁......**ایک واقف نو بچے نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کب مسلمانوں پر ایک دن میں پانچ نمازیں فرض کیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ حکم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا بلکہ قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر پانچ نمازوں کا حکم ہے بلکہ ان کے اوقات بھی بتائے گئے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت سے ہمیں بتایا کہ یہ پانچ نمازیں کیسے اور کس وقت ادا کی جائیں۔ ایک حدیث بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مغرب اوّل وقت میں ادا فرمائی اور دوسرے وقت میں آخری وقت میں ادا فرمائی۔ اسی طرح عشاء، فجر، ظہر اور عصر کی نمازیں بھی اوّل اور آخری اوقات میں ادا فرمائیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دو مختلف اوقات میں نمازیں کیوں ادا فرمائیں۔آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ میرے پاس آیا تھا اور اس نے مجھے یہ دو اوقات نمازوں کے بتائے تھے ایک اوّل وقت اور ایک انتہائی وقت بتایا ہے کہ ان کے دوران نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ پس یہ مختلف اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائے ہیں۔

✽......ایک بچے نے سوال کیا کہ حضور جب freetime میں آپ کھانا کھاتے ہوئے یا سوتے ہوئے جو بھی کرتے ہیں اُس وقت بھی آپ کے پاس security ہوتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
میرا تو اس طرف دھیان نہیں رہتا، آفس میں میرے قریب کوئی نہیں ہوتا۔ میں گھر میں بالکل free ہوتا ہوں اور دفتر میں بھی free ہوتا ہوں بلکہ رات کو میں اپنے دفتر میں کام کر رہا ہوتا ہوں اور دفتر کا کوئی عملہ بھی میرے پاس نہیں ہوتا۔

....

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان واقفین نَو کو اپنے مبارک دستخطوں سے انعامات عطا فرمائے جنہوں نے گزشتہ سال 2014ء کے سالانہ جائزہ نصاب وقف نو میں اپنی عمر کے حساب سے جرمنی بھر میں پہلی تین پوزیشنز حاصل کی تھیں۔ بارہ سال کے گروپ میں اوّل عزیزم سدید حمید، دوم عزیزم محمد فرحان شیخ اور سوم عزیزم فراست حسان علی قرار پائے۔ تیرہ سال کے گروپ میں اوّل عزیزم عثمان احمد عامر، دوم عزیزم فاران راشد اور سوم مصباح الحق شمس رہے۔ چودہ سال کے گروپ میں اوّل عزیزم جاذب آصف، دوم حسن احمد سلام سندھو اور سوم ارسلان احمد ڈھلوں رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے۔ آمین

واقفین نو کی کلاس سات بج کے دس منٹ پر ختم ہوئی۔

....

کلاس واقفات نو

بعدازاں واقفات نو کی کلاس کا آغاز ہوا۔ اس کلاس میں بھی جرمنی بھر سے چودہ سے سولہ سال کی تقریباً اڑھائی سو واقفات نو نے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔

اس کلاس کا موضوع ''مغربی معاشرہ میں واقفہ نو کا کردار'' رکھا گیا تھا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزہ عائشہ احمد نے سورۃ الحشر کی آیات انیس تا اکیس کی تلاوت کی جن کا اردو ترجمہ عزیزہ نائلہ طارق نے پیش کیا۔

بعدازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ فرحین منیر نے پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد عزیزہ عمامہ متین اور عزیزہ ہالہ مبشر نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

✽......سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:
''غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلّی اسباب پر گر گئی ہیں''۔
(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 22)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اَوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے''۔
(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 455۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
''یہ بات ہر ایک فہیم انسان سمجھ سکتا ہے کہ بہت سا حصہ انسانوں کا نفس امّارہ کے تحت چل رہا ہے اور وہ اپنے نفس کے ایسے قابو میں ہیں کہ اس کے جوشوں کے وقت کچھ بھی خدا تعالیٰ کی سزا کا دھیان نہیں رکھتے۔ جوان اور خوبصورت عورتوں کو دیکھ کر بدنظری سے باز نہیں آتے اور ایسے ہی بہت سی عورتیں ہیں کہ خراب دلی سے بیگانہ مردوں کی طرف نظر کرتی ہیں اور جب فریقین کو باوجود ان کی اس خراب حالت میں ہونے کے پوری آزادی دی جائے تو یقیناً ان کا انجام وہی ہوگا جیسا کہ یورپ کے بعض حصوں سے ظاہر ہے۔''
(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 مطبوعہ لندن ص 173)

بعدازاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ''عزیزو! دِل رہیں آباد بس اُس کی محبت سے'' عزیزہ عائلہ احمد نے ترنم کے ساتھ پیش کیا۔ جس کے بعد عزیزہ کومل قاسم، دانیہ طاہر، ناعمہ نایاب، وجیہہ خان، نائلہ افتخار، کافیہ احمد نے باری باری درج ذیل مضمون میں سے کچھ حصے پیش کئے۔

....

یورپ کا معاشرہ

✽......حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:
یورپ کے معاشرے کو اگر دو لفظوں میں بیان کیا جائے تو وہ تموج پیدا کرتا ہے، بے چینی پیدا کرتا ہے، ایسی تحریکات آپ کے سامنے رکھتا ہے جس کے نتیجہ میں دل بے اطمینانی ہی محسوس نہیں کرتا بلکہ اس کے اندر طلب کی ایک ایسی آگ بھڑک اٹھتی ہے جو کسی پانی سے بجھ نہیں سکتی''۔
(مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ قادیان۔ 27 دسمبر 1991ء۔ حوا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ صفحہ 72)

یورپین معاشرے کی صورتحال کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:
''روز بروز جو نئی زندگی کی دلچسپیوں اور مشاغل کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ نئے نئے ناچ گانوں کی قسمیں، نئی لذت یابی کے سامان ...... اپنے سر کے بالوں کے حلیے بگاڑ دینے، اچھے بھلے لباس کو تار تار کر کے اس طرح پہننا کہ گویا پھٹا ہوا لباس ہی ان کی نمایاں شان کے مطابق ہے اور اچھا لباس ان کی شان گرانے والا ہوگا۔ بظاہر یہ چھوٹی چھوٹی باتیں پاگل پن کی باتیں نظر آتی ہیں لیکن فی الحقیقت ان کے نیچے ان کے اندر ایک بہت گہرا ناسور ہے جو رِس رہا ہے۔ ایک بہت بڑا دکھ ہے اِن کے اندر، ایک بہت بڑا دکھ ہے جس کی علامتوں کے طور پر اِن سے یہ حرکتیں سرزد ہو رہی ہیں۔ ان کی بھاری اکثریت آج اپنے ماضی سے پوری طرح غیر مطمئن ہو چکی ہے۔ اپنے ماضی پر انہیں کوئی اعتماد نہیں اور کوئی یقین نہیں رہا اور ایک بھیانک مستقبل ہے''۔ (مشعل راہ جلد سوم صفحہ 311)

✽......یورپ کے ماحول میں حیا کی اہمیت واضح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''حیا کا تصور ہر قوم اور مذہب میں پایا جاتا ہے۔ آج مغرب میں جو بے حیائی پھیل رہی ہے اس سے کسی احمدی بچی کو متأثر نہیں ہونا چاہئے۔ آزادی کے نام پر بے حیائیاں ہیں۔ لباس اور فیشن کے نام پر بے حیائیاں ہیں۔ عورت کی فطرت میں جو اللہ تعالیٰ نے حیا رکھی ہے، ایک احمدی عورت کو اسے اور چمکانا چاہئے، اسے اور نکھارنا چاہئے اور پہلے سے بڑھ کر باحیا ہونا چاہئے۔

ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے ذریعے عریانی اور بے حیائی کا ایک طوفان امڈ آیا ہے۔ ایک احمدی لڑکی کا فرض ہے کہ وہ کسی احساس کمتری کے بغیر، فیشن کی تقلید کرتے ہوئے اس حد تک نہ بڑھ جائے کہ بے حیائی کا یہ سیلاب اسے بہا لے جائے۔ بلکہ اپنے کردار و عمل سے ایک مضبوط بند اس کے آگے باندھ دے اور دنیا پر یہ ثابت کردے کہ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنی عزت و عصمت کی حفاظت دوسروں سے زیادہ بہتر انداز میں کرسکتی ہے۔ بازاروں اور تفریح گاہوں میں پردے کا خیال نہ رکھنا، مخلوط پارٹیوں میں بے پردہ شامل ہونا، کزنز، کلاس فیلوز، لڑکوں اور دوسرے غیر مردوں سے غیر ضروری دوستی اور میل جول، چست اور عریاں لباس کا استعمال، لغو اور بیہودہ پروگرام دیکھنا یا ان میں شامل ہونا، جینز کے ساتھ چھوٹا سا بلاؤز پہن لینا، ایسی ملازمت کرنا جہاں لباس حیا کے تقاضوں کے خلاف پہننا پڑے، بیہودگی اور مخرب اخلاق رسائل و کتب پڑھنا اور فلمیں دیکھنا، شادیوں میں ڈانس کرنا، یہ سب وہ شیطانی حربے ہیں جو عورت سے اس کی حیا چھین کر اسے بدصورت بنا ڈالتے ہیں اور جہاں حیا کا احساس ختم ہو جائے وہیں سے پاکدامنی پر چھینٹے پڑنے کے خطرات کا آغاز ہو جاتا ہے۔

پس ہر احمدی لڑکی یہ یاد رکھے کہ اس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو مان کر اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کا عہد کیا ہے۔ آپ کی جماعت میں شامل ہو کر اس کا ایک مقام اور تقدس ہے جو اسے دوسروں سے ممتاز کر رہا ہے۔ مگر یہ پہچان اور امتیاز صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو، کسی احساس کمتری میں مبتلا ہوئے بغیر ہر اس عمل سے دور رہے جس سے حیا اور پاکدامنی پر معمولی سی آنچ بھی آتی ہو۔ اپنے آپ کو شیطانی حملوں سے بچائے اور اس کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے کے ساتھ ساتھ خود کو اس لباس سے ڈھانکے جو تقویٰ کا لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''
(روزنامہ الفضل 19 ؍اکتوبر 2011ء ماہنامہ مصباح ربوہ اپریل 2012ء ص 15,14)

برائیوں سے بچاؤ کے لئے زرّیں نصائح

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے پیارے خلفائے کرام مغربی معاشرے کی برائیوں کی نشاندہی کرکے ہمیں اپنے اندر کی کمزوریوں کو دور کرنے اور اپنے کردار کی اصلاح کرنے کے لئے کئی امور کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ ان میں سے چند امور پیش کئے جاتے ہیں:

1۔ بچپن ہی سے نیکیوں سے ذاتی لگاؤ اور خود اعتمادی پیدا کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:
''اس معاشرے میں جہاں ماحول نیکیوں کے مخالف ہے، جہاں بدیوں کو تقویت دینے والا ہے وہاں بچپن ہی سے نیکیوں سے ذاتی لگاؤ پیدا کرنا اور اس کے لئے روزمرہ کے مواقع سے فائدہ اٹھانا بہت ضروری ہے۔...... دوسری بات جو سمجھانے کی ضرورت ہے وہ خود اعتمادی پیدا کرنا ہے جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے جب بچے باہر سکولوں میں جاتے ہیں تو بعض لوگ ان کو حقارت سے دیکھتے ہیں، ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ لیکن ان میں اگر خود اعتمادی ہو اور ماں باپ اِن کو پہلے سے سمجھا چکے ہوں کہ تمہاری نیکیوں پر سوسائٹی تمسخر اڑائے گی، تمہیں ذلیل نظروں سے دیکھے گی لیکن تم نے سر اٹھا کر چلنا ہے۔ اگر کہیں سر اٹھانا جائز ہے تو اس موقع پر سر اٹھانا جائز ہے۔...... پس نیکی پر خود اعتمادی یہ بہت ضروری ہے''۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 جون 1997ء۔ مشعل راہ جلد 4 صفحہ 433)

2۔ لغو مجالس میں شریک نہ ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:
''حدیث میں آیا ہے کہ جہاں مزاج کے مطابق بات نہ ہو اس مجلس سے اٹھ جانا چاہئے۔ جہاں صرف شور شرابا اور ہُو ہا ہو رہا ہے۔ بلاوجہ غل غپاڑہ مچایا جا رہا ہے۔ یہاں نوجوانوں میں اکثر بلاوجہ شور مچانے کی عادت ہے۔ پھر غلط قسم کی لڑکوں اور لڑکیوں کی دوستیاں ہیں تو ان سے ہمارے نو، جوانوں کو چاہئے کہ بچیں۔ ان لوگوں میں تو یہ عادت اس وجہ سے بھی ہے کہ ان کو دین کا پتہ کچھ نہیں۔ ان کا دین کا خانہ خالی ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مزے کا نہیں پتہ، اس لئے وہ اپنی باتوں میں، اس شور شرابے میں سکون اور سرور تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے نوجوانوں کو ہمارے لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ سے ملنے کے راستے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانے میں سکھا دیئے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ ایسی مجلسیں جو لہو ولعب کی مجلسیں ہوں، فضول قسم کی مجلسیں ہوں اور تاش اور ناچ گانے وغیرہ کی مجلسیں ہوں، شراب وغیرہ کی مجلسیں ہوں ان سے بچتے رہنا چاہئے۔''
(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جولائی 2004ء۔ مشعل راہ جلد 5 صفحہ 243,242)

3۔ نمازیں سوچ سمجھ کر پڑھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بارے میں فرماتے ہیں:
''برائیوں سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ گیارہ بارہ سال کی عمر یا چودہ پندرہ سال کی عمر کے بچے ایسی عمر کے بچے ہیں جن کو برائی اور نیکی کا بڑی اچھی طرح پتہ لگ جاتا ہے۔ پھر برائیوں سے بچنے کی اس میں دعا سکھائی ہے۔ نماز میں سورۃ فاتحہ میں آپ پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے آپ دعا مانگتے ہیں کہ اللہ میاں ہمیں برائیوں سے بچا اور صحیح رستے پر چلا اور برائیوں سے بچنے کے لئے اور صحیح رستے پر چلنے کے لئے ہم تجھ سے تیرا فضل مانگتے ہیں۔ دعا کرتے ہیں، تیرے آگے جھکتے ہیں۔ پھر نیک لوگوں کے رستے پر چلا ہمیں۔ اور وہ نیک لوگوں کا رستہ کیا ہے؟ وہ راستہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دکھایا اور اسی رستے پر چل کر ہمیں کامیابیاں مل سکتی ہیں۔ تو اس لئے جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو غور سے پڑھیں سوچ سمجھ کر پڑھیں''۔
(خطاب 10 ؍اپریل 2005ء برموقع اطفال ریلی برطانیہ۔ مشعل راہ جلد 5 صفحہ 347,346)

4۔ والدین کا ادب اور ان کے لئے دعا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں'' پھر اللہ میاں کا حکم ہے برائیاں جو بہت ساری ہیں ان سے رکنے کا اور اچھائیاں اختیار کرنے کا۔ ان میں سے ایک نیکی یہ ہے کہ اپنے ماں باپ کی عزت کرو، ان کا احترام کرو، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہمیں دعا سکھائی ہے کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا کہ اے اللہ تو ان پر رحم کر، ان کا ہر دم محافظ ہو، ہر وقت ان کی نگہداشت کر، ان پر رحم فرما''۔
(خطاب 10 ؍اپریل 2005ء برموقع اطفال ریلی برطانیہ۔ مشعل راہ جلد 5 صفحہ 347,346)

آخر میں مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر اپنا مضمون ختم کرتی ہوں:
''خوش قسمت وہ ہے جس کو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپ کو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو وہ اس طرح پر حاصل کرے گا۔ مگر یاد

رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو کہ خداتعالیٰ تم سے راضی ہوجاوے اور وہ تمہیں توفیق اور قوت عطا فرمائے کہ تم گناہ آلودہ زندگی سے نجات پاؤ‘‘۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 608۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

مضامین پیش کئے جانے کے بعد عزیزہ خنسا نوید، سلسبیل ظفر، دانیہ کائنات، دانیہ عابد نے ایک ترانہ

پیام حق سنانا ہے، نئی منزل دکھانی ہے
ہمیں بھٹکے ہوؤں کو پھر سے سیدھی راہ دکھانی ہے

ترنم سے پڑھ کر سنایا۔

....

سوال و جواب

پروگرام پیش کئے جانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفات نو بچیوں کو سوالات پیش کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

❁......ایک واقفہ نو بچی نے سوال کیا: ہماری ٹیچر نے سکول میں سوال کیا تھا کہ آیا تم لوگ سزائے موت کے حق میں ہو یا نہیں؟ اس پر میں نے کہا تھا کہ میں تو سزائے موت کے حق میں ہوں کیونکہ میں نے ایک دفعہ سنا تھا کہ اسلام کہتا ہے کہ جان کے بدلے جان اور کان کے بدلے کان۔ اس پر ہمارا ٹیچر کہہ رہا تھا کہ اسلام تو پھر بہت ظالم مذہب ہے۔ میں نے اب پوچھنا تھا کہ اسلام میں ایسا کیوں ہے اور ہم ٹیچروں کو کیا جواب دیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سوال یہ ہے کہ تورات کیا کہتی ہے؟ پہلے ان سے کہو کہ تورات پڑھو۔ ظالم مذہب تو یہودیوں کا ہے جو عام طور پر چھوڑتے نہیں۔ قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ بدلہ میں تو ہے لیکن اگر تم دیّت دے دیتے ہو اور اس کے رشتہ دار معاف کردیتے ہیں تو کچھ پیسے دے کر دیّت دے کر، کچھ مال دے کر اس کو بخشا بھی جاسکتا ہے۔ جس نے کسی کو قتل کیا وہ ظالم نہیں ہے، اور اس کو اگر اس کی سزا دی جائے تو حکومت یا قانون جو اس کو سزا دیتا ہے، وہ ظالم ہے۔ حالانکہ اسلام پھر یہ بھی کہتا ہے کہ اگر اس کے رشتہ دار اس کو معاف کر دیتے ہیں۔ بغیر کچھ لئے بھی اس کو معاف کرسکتے ہیں اور کچھ لے کر بھی اس کو معاف کرسکتے ہیں جس کو دیّت کہتے ہیں۔ تو اس طرح سے اس کو معاف کرسکتے ہیں۔ اسلام سزا تو دیتا ہے لیکن ساتھ معافی کی بھی بات کرتا ہے۔ اسلام سزا دیتا ہے لیکن کہتا ہے کہ اگر اصلاح بغیر سزا کے ہوسکتی ہے تو اصلاح کرو۔ اسلام کا قانون بڑا balance قانون ہے۔ اس کو کہو کہ تورات پڑھو اور پہلے اپنے یہودیوں کو ظالم کہو، پھر دیکھیں گے کہ جرمنی میں یہودیوں کو کوئی ظالم کہہ کر بچتا ہے کہ نہیں۔ Anti-Semitism کا ہر جگہ قانون پاس ہے اور وہ قانون سامنے آجائے گا۔ کسی یہودی کو برا کہو تو تمہیں ماردیں گے۔ اس ٹیچر کو کہو کہ پہلے تورات کی بات کرو، قرآن کی بات بعد میں کرنا۔ تو پھر وہ کیا کہتا ہے۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہوتی confidence سے بحث کیا کرو۔

❁......ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: میرے دو سوال ہیں۔ پہلے میں نے پوچھنا تھا کہ ڈاکٹر پہلے سے بتا دیتا ہے کہ مرنے والے ہیں پھر assistent-dying استعمال کرسکتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمہارا سوال ہی غلط ہے۔ ڈاکٹر کوئی خدا ہے کہ جو بتا دیتا ہے کہ مرنے والے ہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں اور انسان ایسی stage پر چلا جاتا ہے کہ جہاں انسان پر oxygen بھی پوری طرح کام نہیں کررہی ہوتی ہے اور اسے ventilator پر رکھا ہوتا ہے۔ یا اس کے گردے کام نہیں کررہے یا کوئی اور organ فنکشن نہیں کررہے اس کی وجہ سے موت واقع ہونی ہے جیسے brain damage ہو چکا ہے۔ اس وقت اس کو جو آرٹیفیشل oxygen دی جاتی ہے یا ventilation پر رکھا جاتا ہے، یا مشینیں استعمال کی جاتی ہیں، تو کیا تم یہ پوچھنا چاہتی ہو کہ آیا ان کو رکھنا چاہئے یا نہیں؟ تمہارا سوال یہ ہے کہ آیا mercy killing جائز ہے یا نہیں؟ اس میں آسٹریا میں قانون ہے کہ اگر کوئی بیمار ہوجائے تو ڈاکٹر اس کو دوائی دیتا ہے یا ٹیکا لگاتے ہیں۔ تنگ آگیا لمبی بیماری سے اس کو اعصابی بیماری ہے یا depression کی بیماری ہے یا old age کی بیماری ہے کوئی اس کو پوچھنے والا نہیں، تو اس کو ٹیکا لگائیں اور ماردیں۔ **یہی سوال پوچھا ہے؟ جرمنی میں تو یہ قانون نہیں ہے؟**

اس پر وقفِ نو بچی نے عرض کیا: جی جرمنی میں نہیں ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

UK میں بھی نہیں ہے، بعض ملکوں میں ہے۔ اس لئے لوگ وہاں جاتے ہیں UK سے بھی اور ادھر جرمنی سے بھی دوسرے مختلف ملکوں میں جاتے ہیں اور وہاں جاکر مرجاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی کو زندہ رکھنا چاہتا ہے، تو اس کے گھر والوں کا کام ہے کہ اس کی خدمت کریں اور اس کو پالیں۔ اللہ تعالیٰ نے اگر موت دینی ہے خود ہی دے دے گا۔ کبھی کسی کی لمبی بیماری چل رہی ہے تو ہوسکتا ہے اس کے گناہوں کی بخشش کا سامان پیدا ہورہے ہوں۔ تو تم اس کو کیوں مارنا چاہتی ہو۔ اس لئے یہ غلط ہے اور اسلام میں یہ جائز نہیں ہے۔

❁......اس وقفِ نو بچی نے دوسرا سوال کیا کہ میرا ایک اور سوال تھا کہ آپ کے پاس ایک id-card ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میرے پاس میرے ملک کا اپنا id-card ہے۔ ایک Aims کا card میرا بھی ہے۔ میں بھی جہاں جلسہ پر جاؤں تو وہ دکھا کر جلسہ میں enter ہوسکتا ہوں۔ بلکہ جو جلسہ کی ڈیوٹیاں لگتی ہیں، تو سب سے پہلے میں اپنا card چیک کرواتا ہوں تاکہ میری entry ہوجائے۔

❁......ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: ایک لڑکی جو وقفِ نَو میں ہے، وہ dolmetscher یعنی translator بن سکتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ضرور بن سکتی ہے۔ بلکہ بننا چاہئے۔ یہی تو میں نے کہا ہے کہ بنو۔ کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں اور تمہیں ابھی یہ بھی نہیں پتہ۔ تم وقفِ نو کی لڑکی ہو اور 15 سال کی بھی ہوگئی ہو۔

❁......ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: کئی لوگ کہتے ہیں کہ اس کی اجازت نہیں ہوتی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نہیں، اس کی اجازت ہے۔ ضرور ہے، بلکہ اچھی بات ہے، transaltor بنو اور پھر اتنی اچھی language ہوجائے کہ جو بھی زبان تم سیکھو، جرمن یا کوئی اور، تو پھر کتابیں بھی translate کرسکو، litrature کو translate کرسکو۔

❁......ایک وقفِ نو بچی نے عرض کیا کہ میرا سوال یہ ہے کہ روزہ رکھنے کی صحیح عمر کیا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جب تم برداشت کرسکتی ہو۔ کوئی عمر نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر سٹوڈنٹ ہو اور تمہاری ابھی پڑھنے کی عمر ہے، عادت ڈالنی ہو تو روزہ کھ لینا چاہئے لیکن اس وقت جب چھوٹے روزے ہوں۔ لیکن آج کل تو 18، 19، 20 گھنٹے کے روزے ہوتے ہیں، اس لئے چھوٹی عمر ہو اور سٹوڈنٹس کو جب وہ سکول جارہے ہیں تو نہیں رکھنے چاہئیں۔ 17 یا 18 سال کی عمر میں جب آدمی پوری طرح میچور (mature) ہوجاتا ہے تو اس وقت رکھنا چاہئے، لیکن اس سے پہلے کبھی کبھی عادت ڈالنے کے لئے روزے رکھ لینے چاہئیں۔ لیکن اگر اتنی کمزور ہو، تمہاری طرح کہ روزہ رکھو 18 گھنٹے کا اور شام کو ضعف میں پڑ جاؤ تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ روزہ کا مقصد، دعا کرنا عبادت کرنا ہے، اگر سارا دن بھوکے رہ کر پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھی جاتیں تو تمہارے روزہ کا فائدہ کیا؟ پھر قرآن کریم بھی پڑھنا چاہئے۔ نمازیں بھی اچھی طرح پڑھنی چاہئیں۔ صبح تہجد بھی اٹھ کر پڑھنی چاہئے، اگر یہ سارے کام کرسکتی ہو تو ٹھیک ہے، ورنہ پھر 17 یا 18 سال کی عمر میں جب انسان تھوڑا بالغ ہو جاتا ہے، اس وقت رکھو۔ باقی عادت ڈالنے کے لیئے بھی 10، 11، 12 سال کی عمر میں بچے چھوٹے دنوں کے روزے رکھ لیتے ہیں۔

❁......ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: جب ہم جرمن زبان میں خط لکھتے ہیں اور آپ کو بھیجتے ہیں، تو آپ جرمن خط پڑھتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جرمن تو مجھے آتی نہیں، اس لئے تمہارا خط اس طرح سے تو نہیں پڑھتا لیکن اس جرمن خط کا translation ہو کر اس کی summary بن کر میرے پاس آجاتی ہے۔ وہ میں ضرور دیکھ لیتا ہوں۔ پھر جو کوئی بات جواب دینے والی ہو تو اس کو میں لکھ دیتا ہوں۔ ورنہ جو دعائیہ ہو تو اس پر دعائیہ جواب لکھ کر کہہ دیتا ہوں، کیونکہ ان کو میں نے بتایا ہوا ہے کہ دعائیہ جواب دیدیں۔ تو وہ جرمن زبان میں دے دیتے ہیں۔ لیکن سارے خط جو تمہارے آتے ہیں، میرے سامنے سے گزر جاتے ہیں اور اس کی summary بن کر آجاتی ہے اور نام میرے سامنے آجاتے ہیں۔

❁......ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: میرے دو سوال ہیں۔ پہلا یہ کہ جو کلاس ہوتی ہے وہ آپ صرف وقفِ نو کی بچیوں کے ساتھ کیوں رکھتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

کس نے کہا ہے کہ صرف وقفِ نو کی بچیوں کے ساتھ رکھتے ہیں؟ UK میں کلاسیں ہوتی ہیں وہ دوسرے بچے اور بچیوں کے ساتھ بھی ہوتی ہیں۔ کل جو یونیورسٹی سٹوڈنٹس تھے ان کے ساتھ دو کلاسیں ہوئی ہیں۔ جرمنی میں ہوئی ہیں۔ لمبی چوڑی ملاقات ہوئی ہے۔ گھنٹے سے زیادہ کی ہوئی۔ اگر وقت ہو تو دوسروں کے ساتھ بھی رکھ لیتا ہوں۔ لیکن واقفاتِ نو اس لئے کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا ہے اور ان کو ضرورت ہے کیونکہ انہوں نے دین کے کام کرنے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے کہ وہ دین کے کام کے لئے آگے آئیں گی۔ اس لئے ان کو زیادہ توجہ دینے کے لئے کلاس رکھتا ہوں تاکہ وہ زیادہ trained ہو جائیں اور باقیوں کو بھی training دے سکیں۔ اگر وقت ہو تو دوسروں کے ساتھ بھی کرلیتا ہوں، UK میں بھی بعض دفعہ دوسروں کے ساتھ کرلیتا ہوں۔

❁......اس وقفِ نو بچی نے عرض کیا کہ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ بتاسکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نو بیویاں تھیں یا دس؟ کیونکہ اس کا مجھے صحیح نہیں پتا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھی اور زندگی میں ایک وقت میں میرا خیال ہے سات تھیں۔ یا نو تھیں ایک وقت میں۔ لیکن یہ اجازت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی کیونکہ آپ اُس وقت صحیح طرح حق ادا کرسکتے تھے۔ باقی مسلمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ چار ہیں اور وہ بھی بعض حالات میں ہیں کہ اگر شرطیں پوری ہوسکتی ہیں، تمام condition پوری ہوسکتی ہیں اور ضرورت بھی موجود ہو، بعض ایسی چیزیں ہیں جن سے شادی کرنا ضروری ہوجائے، اس لئے ایک سے زائد کی اجازت ہے، otherwise حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے، کہ اگر مردوں کو پتہ ہو کہ شادی کرکے عورت یعنی اپنی بیوی کا حق ادا کرنا کتنی بڑی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو ادا نہ کرنے کا کتنا بڑا گناہ ہے اور پھر کتنی اللہ تعالیٰ سزا دے گا، تو پھر مرد شاید ایک شادی بھی نہ کریں۔ عورتوں کے تو بڑے حق ہیں۔ اس حق کو ادا کرنا ضروری ہے۔

❁......ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: جو آپ ٹوپی پہنتے ہیں تو اس کا مطلب کیا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ٹوپی کا مطلب پگڑی ہے۔ یہ روایت ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہنا کرتے تھے، خلفاء پہنتے ہیں، اس لئے روایتہً چل رہا ہے، اس کی کوئی significance ایسی نہیں ہے کہ شرعی حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور طرح کی پہنا کرتے تھے، مختلف وقتوں میں مختلف تھی۔ عربوں میں ویسے بھی اتنا رواج نہیں، حضرت عمر ایک چھوٹی سی ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک بادشاہ تھا، غالباً وہ روم کا تھا، اس کے سر میں بڑا درد ہوتا تھا۔ تو اس کو خواب آئی کہ جو اسلام کا خلیفہ ہے، اس کی ٹوپی تم منگا کر سر پر پہنو، تو تمہارا سر درد ہٹ جائے گا، یا کسی نے اس کو یہ بتایا تھا۔ تو اس نے حضرت عمر کو لکھا کہ مجھے اپنی ٹوپی بھیجیں میرے سر میں درد ہوتا ہے۔ تو حضرت عمر نے اپنی ایک پرانی سی ٹوپی جو کہ ایک چھوٹی سی ٹوپی تھی۔ جیسا تم نے اپنے سر کے اوپر نقاب باندھا ہوا ہے، اپنے حجاب کے اوپر، اس طرح کی ٹوپی۔ وہ جو حاجی بھی پہنتے ہیں۔ عام لوگ پہنتے ہیں۔ میں نے بھی گھر میں جب نماز پڑھنی ہو تو چھوٹی سی ٹوپی پہنتا ہوں۔ تو وہ ٹوپی جو گندی میلی ٹوپی تھی، سر پر تیل لگ کر، تیل سے بالکل oili ہوئی تھی۔ پرانی ٹوپی بھیج دی۔ بادشاہ کو بڑا غصہ چڑھا کہ میں اتنا بڑا بادشاہ ہوں، مجھے یہ گندی سی ٹوپی بھیج دی ہے، میں نہیں پہنوں گا۔ اس کو اتنا شدید سر درد ہوا کہ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے، دیکھ لیتے ہیں۔ اس نے ٹوپی پہنی تو سر درد ہٹ گئی۔ پھر اس نے اتار دی کہ نہیں میں نہیں اب پہنوں گا، سر درد تو ٹھیک ہوگئی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے دوبارہ سر درد ہوئی، تو اسے پھر مجبوراً پہننی پڑی۔ تو اس طرح اس کا سر درد ہٹتا تھا، یہ ٹوپی کی برکت تھی۔ بہرحال، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص قسم کی ٹوپی کی اہمیت نہیں ہے، اصل چیز یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کرنے کے لئے جانا ہے یا ویسے ہی out of respect تمہیں عبادت کے لئے تو پہننی ہی پہننی ہے۔ لیکن ویسے بھی ایک اچھا لباس ہے، ہمارا رواج بھی ہے، اس لئے پہنی جاتی ہے۔

❁......ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: ہدایت دینے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے کہ کس انسان کو دینی ہے اور جن لوگوں کو ہدایت نہیں ملتی، تو کیا وہ گناہ گار ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سوال یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ مجھے پتہ ہے کہ کس نے ہدایت لینی ہے، اللہ تعالیٰ کو انسان کے انجام کا پتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تمہارا کام پیغام پہنچانا ہے۔ تم اپنا فرض ادا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ ہی فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تبلیغ کرنا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے آپ تبلیغ کریں، تو ہدایت کون پاتا ہے کون نہیں پاتا، یہ مجھے پتہ ہے کہ کس نے ہدایت پانی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں مکہ کے سارے لوگوں کو تبلیغ کی۔ سب کی ہدایت کے لئے دعا بھی کی ہو گی۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے لئے دعا کی کہ اگر یہ دو مجھے مل جائیں تو میرے پاس ایک طاقت آجائے گی۔ تو ان میں سے ایک ابوالحکم تھا جس کو بعد میں ابوجہل کہتے ہیں۔ اور ایک حضرت عمرؓ تھے۔ اللہ تعالیٰ کو تو یہ پتہ تھا کہ حضرت عمر نے ہدایت پانی ہے، اس لئے ان کا ایک واقعہ ہوگیا اور قرآن شریف کی ایک آیت نے ان کی ہدایت کا سامان کر دیا۔ اور جو ابوالحکم جو تھا، وہ جہل ہو کے، ابوجہل ہو کر مر گیا۔ اس کو ہدایت نہیں ملی۔ اس لئے ہمیں نہیں پتہ کہ کس نے ہدایت پانی ہے۔ لیکن ہمارا یہ کام ہے کہ ہر ایک کو ہدایت کا پیغام پہنچائیں۔ اور اگر کوئی ہدایت نہیں پاتا، تو وہ اپنے عملوں کی وجہ سے نہیں پاتا۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ ان سے یہ پوچھے گا کہ جب ہدایت تمہیں مل گئی، تو تم نے کیوں نہیں مانا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ علم تو ہے کہ اس نے نہیں ماننا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ تم نے نہیں ماننا، بعض لوگ مان جاتے ہیں اور بعض پھر مرتد ہوجاتے ہیں۔ اس لئے جو جرم کرتے ہیں اس کی سزا تو اللہ تعالیٰ اس کو دے گا۔ کیا دیتا اور کس طرح دیتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے عرض کیا: حضور آپ کا بہت بہت شکریہ جب ہمبرگ کی لجنہ اور ناصرات لندن آئی تھیں، تو آپ کا بہت بہت شکریہ کہ ہم مسجد میں ٹھہر سکے اور وہاں سب کچھ دیکھ سکتے تھے۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر وہاں آپ گئی تھی، تو اچھا ہوا۔ مجھے لگتا ہے کہ شکریہ کا خط لکھ دیا تھا۔

اس پر وقفِ نو بچی نے عرض کیا: لگتا ہے ابھی نہیں لکھا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لگتا ہی ہے ابھی تک۔ مجھے شکریہ کا خط کئی عورتوں نے لکھ دیا تھا۔ جزاک اللہ۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: جماعتی کاموں کو اور اپنے سکول کے کام کو ٹھیک ٹھیک رکھنے کے لئے کتنی محنت کرنی چاہیئے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اپنی پڑھائی کی طرف پوری توجہ دو۔ اپنے سکول کا کام روز کا روز کرو، سکول کی جو پڑھائی ہے اس پر پوری طرح توجہ دو۔ اس کے بعد جو weekend ہے، اس میں ایک دن تو کچھ گھنٹے جماعت کو دے سکتی ہو تو دو۔ اگر دوسرے دن بھی دے سکتی ہو، تو دو۔ لیکن بہرحال جو پڑھائی اس مقصد سے کرنی ہے، کہ علم حاصل کر کے میں نے جماعت کی خدمت کرنی ہے۔ اور اگر اب وقت ضائع کر دیا تو پھر اس پڑھائی کے لئے دو سال بعد وقت دوبارہ نہیں مل سکتا۔ لیکن جماعتی کام کے لئے وقت دو سال بعد بھی مل جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن عادت ڈالنے کے لئے ساتھ ساتھ weekend پر کچھ نہ کچھ اجلاس اگر ہوتے ہیں یا اور کوئی کام سپرد ہیں، جو گھنٹے دو گھنٹے میں ہو جاتا ہے تو کر لیا کرو۔ آپ لوگوں کے پاس ایسا کونسا کام ہے جو سارا دن لگ جائے اور ختم نہ ہو۔ اگر گپیں مارنی ہوں تو اور بات ہے۔ لجنہ بیٹھ کر گپیں مارتی رہتی ہے۔ باقی کام تو گھنٹے میں ختم ہوجاتے ہیں۔

❁......**اس وقفِ نو بچی نے عرض کیا کہ میرا دوسرا سوال تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جو فرعون تھے ان کا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ آخری فرعون تھے۔ کیا وہ حقیقۃً آخری فرعون تھے یا ان کے بعد بھی کوئی آیا تھا؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: فرعون تو پیدا ہوتے ہی رہے ہیں۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اس فرعون کا جسم بھی محفوظ ہو گیا تھا جو دریا میں ڈوبا تھا، اور اس کے بعد بھی فرعون بنا۔ حضرت موسیٰؑ تو ہجرت کر گئے تھے اور اپنے علاقہ کنعان میں چلے گئے تھے۔ وہاں فرعون تو پیدا ہوتے رہے ہیں۔ فرعونوں کی تاریخ تو بڑی پرانی ہے۔ چلتی رہی ہے۔ فرعون تو بادشاہوں کا لقب تھا۔ بادشاہت تو ختم نہیں ہوگئی تھی۔ جو بادشاہت رہی وہی فرعون تھے۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے عرض کیا: میرا سوال ہے کہ ہم واقفِ نو جماعت کی ترقی کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سب سے اچھا یہ کر سکتے ہیں کہ جماعت کی تعلیم حاصل کریں اور اس تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی نمازوں اور دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم پڑھیں۔ 13، 14 یا 15 سال کی تو ہوگئی ہیں۔ قرآن کریم پڑھیں اور اس کو سمجھیں۔ اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ جماعت کا دینی علم حاصل کریں، خود بھی اختیار کریں اور پھر آگے بھی بتائیں۔ اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ جب شادیاں ہوجائیں گی تو اپنے بچوں کی اچھی تربیت کریں۔ اس کے علاوہ اپنے ماحول میں لجنہ کی لڑکیوں کی اچھی تربیت کریں۔ پھر اگر کچھ بن جاؤ گی، اگر ڈاکٹر بن جاؤ گی، تو ڈاکٹر بن کر خدمت کرو یا انجینئر بن جاؤ گی یا کچھ حد تک architect، ورنہ teacher یا translator بن جاؤ تو زیادہ اچھی بات ہوگی۔ تو اِن فیلڈز میں خدمت کروگی۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا: جب ہم دوسروں کو تبلیغ کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب صلیب پر چڑھایا گیا تو پھر ان کی پسلی زخمی ہوگئی تو اس وقت پانی اور خون نکلا تھا۔ سائنسی لحاظ سے یہ کہاں ثابت ہے کہ جب پانی اور خون نکلے تو انسان زندہ ہوتا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تم ذرہ science پڑھو تو تمہیں پتہ لگ جائے گا۔ پسلی چیک نہیں کی تھی بلکہ نیزہ یوں کر کے کھینچا تو خون نکلا تو جب انسان زندہ ہو اور دل دھڑک رہا ہو، تو وہاں سے خون رستا ہے۔ مردہ آدمی کے جسم سے خون نہیں رِسا کرتا۔ جب سپاہیوں نے نیزہ یوں کر کے (اوپر سے نیچے) ان کے جسم پر پھیرا تو وہاں سے خون نکلا ساتھ ہلکا سا پانی بھی تھا، تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ زندہ تھے۔ اور اس کے بعد یہ ثابت ہوا کہ حواریوں نے انہیں ایک کمرہ میں رکھا۔ پھر وہاں ایک مرہم عیسیٰ ایک دوائی بنائی گئی۔ وہ مرہم عیسیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ وہ ان پر لگائی گئی۔ اگر وہ مردہ ہو گئے تھے تو ان کے زخموں کو heal کرنے کے لئے دوائی لگانے کی کیا ضرورت تھی۔ تو سائنسی طور پر یہ ثابت ہے کہ انسان زندہ ہو تو تب ہی خون نکلتا ہے ورنہ نہیں نکلتا۔

❁......**ایک وقفِ نو بچی نے سوال کیا کہ میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ ایک حدیث ہے کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہی وجود ہیں۔ اس کی وضاحت کر دیں۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وضاحت کیا کریں۔ یہ بات ہم مانتے ہیں۔ تو اس میں وضاحت کی ضرورت کیا ہے۔ تم مانتی ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ہیں اور تم یہ بھی مانتی ہو کہ وہ مہدی معہود ہیں۔

اس پر بچی نے عرض کیا: جی حضور یہ مانتی ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: اور تم یہ مانتی ہو کہ وہ امام مہدی ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بس پھر ایک وجود ہو گیا۔ یہی حدیث تھی۔ مسیح اور مہدی دو مختلف وجود نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک نے آنا ہے پیار محبت کی تعلیم دینے اور دوسرے نے تلوار چلانی ہے تو کام کس طرح بنے گا۔ نہ مسلمانوں میں سے کوئی بچے گا نہ عیسائیوں میں سے کوئی بچے گا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ وہ مسلمانوں کے لئے مہدی ہوگا۔ اُن کو ہدایت دے گا اور عیسائیوں کے لئے اور باقی مذاہب کے لیے بھی مسیح موعود ہوگا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے بلکہ آپؑ کو الہام بھی ہوا جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ۔ کہ آپ جری اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پہلوان ہیں اور تمام نبیوں کے لباس میں آپؑ آئے ہیں۔ اس لئے آپؑ نے کہا۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

پھر آپؑ نے کہا میں کرشن بھی ہوں۔ ہندوؤں کے لئے بھی ہوں۔ بدھوں کے لئے بھی ہوں۔ ہر ایک کے لئے آپؑ آئے۔ آپؑ سب کچھ ہیں۔ صرف مسیح اور مہدی کیا، سارا کچھ آپ ہی ہیں۔ ایک ہی آدمی اگر آئے تو دنیا کا فساد ختم ہوسکتا ہے۔ ایک ہی وقت میں مختلف قسم کے نبی نرمی اور سختی کی تعلیمات کے ساتھ اترنے شروع ہو گئے تو پھر فساد ختم نہیں ہوگا۔ نئے سرے سے فساد شروع ہو جائے گا۔ ایک ہاتھ پہ اکٹھا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کے لئے بھی وہی آتا اور عیسائیوں کے لئے بھی وہی آتا اور باقی مذہبوں کے لئے بھی وہی آتا۔

❁......**ایک بچی نے سوال کیا: کچھ لوگ جو مذہبی نہیں ہوتے اُن کو جب یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ بنایا ہے تو وہ آگے سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو (نعوذ باللہ) کس نے بنایا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سوال یہ ہے کہ جو اللہ کو ہی نہیں مانتا تم اُس کو اگر یہ کہو گی کہ اللہ تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ نے مذہب بھیجا اور یہ سب کچھ کیا ہے تو وہ کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کو مَیں مانتا ہی نہیں مجھے مذہب سے کیا۔ تو ضروری ہے کہ تم اسے پہلے یہ منواؤ کہ خدا ہے۔ وہ یہ مانتے ہیں کہ کوئی طاقت ہے جو ساری دنیا کے نظام کو چلا رہی ہے۔ یہ مانتے ہیں کہ ایک نیچر کے ذریعہ سے چل رہا ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ جو طاقت ساری دنیا کے نظام کو چلا رہی ہے، اُس طاقت کو کس نے بنایا؟ وہ کہیں گے کہ اُس طاقت کے اوپر کوئی طاقت ہے۔ جس طاقت پہ بھی ان کو لے آتی ہو۔ آخر ایک حد پہ پہنچ کے، انہیں کوئی نہ کوئی تو بات ماننی پڑے گی کہ کوئی طاقت ہے۔ پھر جو طاقت اُن کے نزدیک آخری طاقت ہے وہی خدا ہے۔ خدا تعالیٰ کو بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر بنانے لگے تو کس کو کس چیز نے بنایا۔ پس سوال یہ ہے کہ جو اُن کے نزدیک ایک طاقت ہے اُس کو کس نے بنایا۔ خود بخود بن گئی؟ اگر وہ خود بخود بن گئی تو خدا بھی خود بخود بن گیا۔ تم وہ کتاب 'ہمارا خدا' پڑھو، بچوں کے لئے بھی سمجھ میں آنے والی اچھی آسان کتاب ہے۔ معلوم نہیں اُس کا جرمن میں ترجمہ ہوا ہے کہ نہیں۔ انگلش میں ترجمہ Our God کے نام پہ ہوگیا ہے، یہ کتاب پڑھو۔ اور اُس کو پڑھ کے پھر بتایا کرو کہ خدا ہے۔ اور کس نے بنایا اور کس طرح بنا۔ خود پڑھا بھی کرو۔ وقف نو بن گئی ہو تو کچھ اپنا بھی علم حاصل کرو۔

❁......**ایک بچی نے سوال کیا کہ جب آپ جیل میں تھے تو آپ پنجوقتہ نماز کس طرح پڑھ سکتے تھے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از راہ مذاق کہا کہ بڑا خطرناک سوال کر دیا تم نے۔ میں جیل میں تھا تو ہم چار آدمی ایک کمرہ میں تھے۔ ہم باجماعت نماز پڑھتے تھے۔ بلکہ جمعہ بھی پڑھتے تھے۔ جس دن مجھے جیل میں ڈالا ہے اُس دن تو پولیس سٹیشن میں رکھا تھا اُس دن جمعہ تھا۔ تو پہلا جمعہ ہم نے وہیں پڑھا تھا۔ اُس پہلے جمعہ کو میں نے ہی خطبہ دے کر اُن سب کو جمعہ پڑھایا تھا۔ تین آدمی میرے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ ہم پڑھ لیتے تھے۔ نمازیں بھی باجماعت پڑھتے تھے۔ نفل بھی پڑھتے تھے۔ قرآن کریم بھی پڑھتے تھے۔ فارغ بیٹھے ہوئے تھے۔ کام تو کوئی تھا نہیں۔ نمازیں پڑھتے تھے اور دعائیں ہی کرتے رہتے تھے یا کتابیں پڑھتے رہتے تھے۔ جیلر اتنے شریف تھے۔ وہ بے چارے بڑا احترام کرتے تھے۔ قانون کے تحت بے چارے کچھ کہہ نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ وزیرِ اعلیٰ اور دوسرے سرکاری افسر تھے اُن کی وجہ سے انہوں نے جیل میں ڈالا ہوا تھا لیکن جیلر خُود شریف آدمی تھا۔ تعاون کرتا تھا۔

❁......**ایک بچی نے سوال کیا کہ اگر رمضان میں کچھ روزے چھوٹ جائیں تو کیا شوّال کو روزوں میں پُورے کئے جاسکتے ہیں؟**

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک تو یہ ہے کہ آپ لوگوں پر رمضان کے روزے فرض ہی نہیں۔ اگر فرض ہو جائیں گے تو ظاہر ہے بعض حالات میں عورتوں کو بعض روزے چھوڑنے پڑتے ہیں اور اُس کے بعد جب رمضان ختم ہو جائے تو شوّال کے چھ روزے لگا تار رکھ کے یا شوّال کے مہینے میں یہ چھ روزے رکھ لو۔ یہ دونوں صورتیں ٹھیک ہیں۔ پھر بعد میں کسی وقت رمضان کے چُھٹے ہوئے جو روزے ہیں وہ پُورے کر لو۔ رمضان کے چھوڑے ہوئے روزے سارے سال میں پُورے ہو سکتے ہیں۔ لیکن شوّال کے روزے صرف شوّال کے مہینے میں ہی رکھنے ضروری ہیں۔ اس لئے حضرت عائشہؓ سے بھی ایک روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ہم تو اگلا رمضان شروع ہونے سے ایک مہینہ پہلے بعض دفعہ پچھلے رمضان کے روزے پُورے کیا کرتے تھے اور شوّال کے روزے بھی رکھا کرتے تھے۔

❁......**ایک بچی نے سوال کیا کہ مسلمان ملکوں میں دُوسرے ملکوں کی نسبت عورتوں پر ظلم زیادہ کیوں ہوتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس لئے کہ مسلمان اسلام کی تعلیم کو بھول گئے ہیں اور اپنی روایتوں پہ قائم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو عورتوں کے بہت سارے حق دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو کہا ہے جس زمانہ میں عورتوں کو حق نہیں دیئے جاتے تھے اُس زمانہ

میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو حق دلوائے۔ بعض دفعہ بعض صحابی نمازیں پڑھنے والے تھے مگر اپنی بیویوں کو چپیڑ وغیرہ مار دیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِس طرح نہ کرو۔ غلط کام کرتے ہو۔ عورتوں کو حق دیا کہ اپنے خاوندوں کے سامنے بولو تو انہوں نے اتنا زیادہ بولنا شروع کر دیا کہ خاوند کو پٹائی کرنی شروع کر دی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں طرف میں اعتدال ہونا چاہئے۔ اس لئے مردوں کو بھی ہلکی سی ایک حد تک اجازت ہے۔ اگر کوئی بڑا غلط کام کرے تو اُس پہ یہ اجازت ہے لیکن اُس پہ بھی عورت کا حق ہے کہ اگر خاوند ظلم کر رہا ہے تو قاضی کے پاس جا کے عورت اپنا بدلہ لے۔ لڑکیوں کو یہ حق دیا کہ ایک لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اُس نے کہا کہ میرے باپ نے میرا رشتہ فلاں جگہ کر دیا ہے اور وہ عمر میں بھی بڑا ہے اور میں وہاں رشتہ نہیں کرنا چاہتی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس باپ کو بلایا کہ تم نے اِس کا رشتہ کیوں کیا ہے؟ اور تمہارا یہ رشتہ میں ختم کرتا ہوں اور لڑکی کا حق ہے کہ جہاں یہ چاہتی ہے اپنا یہ رشتہ کرے۔ اُس پہ اُس کے باپ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ لیکن لڑکی نے کہا کہ نہیں میں صرف عورتوں کا حق قائم کروانا چاہتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق قائم کر دیا۔ میں اپنے باپ کی عزت کرتی ہوں احترام کرتی ہوں اُس سے پیار کرتی ہوں اس لئے جہاں یہ چاہتا ہے بیشک میرا رشتہ کر دے۔ اور اسی طرح باقی جو حق ہیں وراثت کا حق ہے یا دوسرے حق ہیں پہلے تو دیئے ہی نہیں جاتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دلوائے۔ اسلام نے دلوائے۔ اور اب بھی بعض دفعہ بعض اَن پڑھ احمدی لوگ جو گاؤں سے آئے ہوئے ہوتے ہیں اور جاہل لوگ ہیں وہ اپنی عورتوں کو لڑکیوں کو اپنی جائداد سے محروم کر دیتے ہیں۔ یا اُن کے بھائی اُن کو جائداد نہیں لینے دیتے کہ اس طرح یہ جائداد غیروں کے پاس چلی جائے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک زمانہ میں ایسے مردوں کو جماعت سے نکالنا شروع کر دیا تھا سزا دینی شروع کر دی تھی جو عورتوں کے حق ادا نہیں کرتے تھے۔ اب بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو حق ادا نہیں کرتے۔ اسی طرح اسلام میں اگر مرد کو طلاق دینے کا حق ہے تو عورت کو اگر خاوند ناپسند ہے تو خلع کا حق ہے۔ علیحدہ ہونے کا حق ہے۔ تو عورتوں کے حق تو اسلام میں بہت زیادہ ہیں۔ بلکہ باقی قوموں میں نہیں ہیں۔ اور جب باقی لوگوں کو بتاؤ تو وہ حیران ہوتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کے اتنے حق ہیں۔ پچھلے سال یہاں جرمنی کے جلسہ میں ہی کروشیا سے وکیل یا کچھ خواتین آئی ہوئی تھیں اُس نے سوال کر دیا کہ اسلام میں عورتوں کو حقوق نہیں اور باقی مذہبوں میں ہیں۔ جب میں نے اُس کو عورتوں کے حق گنوائے تو کہتی کہ آج مجھے سمجھ آگئی ہے اِس سے پہلے مجھے سمجھ نہیں آئی تھی کہ اسلام میں عورتوں کے تو بڑے حق ہیں۔ اگر کوئی کرتا ہے تو انفرادی طور پر ظلم کرتا ہے۔ اگر اُس کی شکایت ہو جائے تو مَیں اُسے جماعت سے نکال دیتا ہوں۔

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

⁂......ایک واقفہ نو نے سوال کیا: آپ نے بہت سارے ملکوں کے دورے کئے اور بہت ساری جگہیں دیکھی ہیں تو کوئی ایسی جگہ جو آپ کو بہت اچھی لگی ہو یا پسند آئی ہو؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جہاں جہاں احمدی اچھے ہیں وہ جگہیں اچھی ہیں۔ ملک تو سارے اچھے ہوتے ہیں۔ ہر ملک کی اپنی اپنی ایک خوبصورتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو دنیا کو بنایا خوبصورت ہی بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خوبصورتی تو دے دی۔ لیکن باقی خوبصورتی جو ہے وہ انسانوں کی پیدا کی گئی ہے۔ اب اگر تم بازار میں چلی جاؤ اور سڑکوں پہ مرد عورتیں بیہودگیاں کرتے ہوں تو وہ خوبصورتی تو نظر نہیں آسکتی۔ لیکن جہاں احمدی مخلص ہوں، اللہ تعالیٰ سے تعلق والے ہوں۔ دعائیں کرنے والے ہوں، نیک لوگ ہوں، اللہ کا بھی حق ادا کر رہے ہوں اور اپنے اردگرد ہمسایوں کی خدمت بھی کر رہے ہوں اور اپنے ساتھیوں کا بھی حق ادا کر رہے ہوں، ایک دوسرے سے پیار اور محبت کا ماحول پیدا کر رہے ہوں تو وہ جگہ خوبصورت جگہ بن جاتی ہے۔ جہاں ایسے احمدی ہوں وہ جگہیں خوبصورت ہوتی ہیں۔ جہاں ایسے نہیں وہ بدصورت ہو جاتی ہیں۔ باقی ہر ملک کی اپنی خوبصورتی ہے۔ جرمنی میں بھی کئی خوبصورت جگہیں ہیں اور یوکے میں بھی کئی خوبصورت جگہیں ہیں۔ امریکہ میں بھی خوبصورت جگہیں ہیں اور سنگاپور میں بھی ہیں اور آسٹریلیا میں بھی ہیں جاپان میں بھی ہیں۔ یہاں جرمنی میں گزشتہ سال میں جب آیا تھا تو میونخ میں مسجد کا افتتاح ہوا تھا۔ انہوں نے ایک عمارت کو مسجد میں تبدیل کیا تھا اور وہاں ایک سکول میں مسجد کے حوالہ سے ایک افتتاحی تقریب بھی ہوئی تھی جہاں باہر کچھ لوگوں نے پروٹسٹ بھی کیا تھا۔ تو وہاں سے واپسی پر ہم ایک اونچی پہاڑ کی جگہ پہ گئے تھے۔ وہاں چوٹی پہ آسٹریا کا اور جرمنی کا بارڈر ہے۔ وہ بڑا خوبصورت نظارہ تھا۔ جا کے دیکھو۔ وہ دیکھنے کی بڑی خوبصورت جگہ ہے۔

⁂......ایک واقفہ نو بچی نے سوال کیا کہ کیا ایک احمدی لڑکی کو ایک غیر احمدی لڑکے سے شادی کرنے کی اجازت ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نہیں۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارہ میں منع کر دیا ہے کہ جو احمدی نہیں ہے اُس سے احمدی لڑکی شادی کرے تو اُسی کے ماحول میں چلی جائے گی اور اُس کی وجہ سے احمدیت اور اگلی نسل بھی خراب ہو جائے گی۔ اس لئے بہتر یہی ہے بلکہ یہی حق ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا کہا ہے اور میں بھی قانون کو بدل نہیں سکتا کہ احمدی لڑکی غیر احمدی لڑکے سے شادی کرے۔ پس احمدی لڑکی احمدی لڑکے سے ہی شادی کرے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ

بعض احمدی لڑکے ہوتے ہیں بیعت کرتے ہیں اور شرط یہی ہے کہ ایک سال تک اگر احمدیت پہ قائم رہے۔ اصل بات یہ ہے کہ صرف شادی کرنا تو مقصد نہیں ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ شادی بھی ہو اور آئندہ نیک نسل بھی چلے اور نیک نسل چلانے کے لئے ضروری ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا دین ایک ہو۔ اگر لڑکوں کو بعض دفعہ اجازت دی جاتی ہے تو اُس کو یہ کہا جاتا ہے کہ تبلیغ کر کے لڑکی کو احمدی کر لو۔ اور پھر یہ ہے کہ لڑکی جو ہے وہ شادی کے بعد زیادہ لڑکوں کے یا اپنے سسرال کے influence میں ہوتی ہے۔ تو باہر سے اگر کوئی لڑکی احمدی لڑکے سے بیاہتی ہے تو اُس کا امکان یہ ہے اور اکثر میں نے دیکھا ہے کہ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو جاتی ہیں اور احمدی ہوتی ہیں۔ ابھی بھی مجھے کئی جوڑے ملے ہیں جنہیں ایک دو کو اگر میں نے اجازت دی بھی تھی تو وہ لڑکیاں بعد میں احمدی ہو گئیں۔ لیکن لڑکے بہت کم ہوتے ہیں جو احمدیت کی طرف آئیں بلکہ بہت سارے ایسے واقعات ہوئے کہ لڑکیوں نے غیر احمدی لڑکوں سے شادی کی اور اب مجھے خط لکھ رہی ہیں۔ یہاں جرمنی میں بھی ہیں۔ دو تین خط تو ان دنوں میں ہی میرے پاس آئے کہ جب انہوں نے کہا کہ ہم نے غلطی کی تھی اور اُن لڑکوں سے طلاق لے لی کیونکہ انہوں نے اُن کو دھوکہ دیا تھا۔ اس لئے ماں باپ کو جو اسلام نے کہا ہے تھوڑا بہت اُن سے بھی پوچھ لینا چاہئے سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے۔ لڑکی کو خود بھی دعا کرنی چاہئے اور پھر دعا کر کے فیصلہ کرنا چاہئے۔ پھر پوری طرح جائزہ لینا چاہئے۔ صرف جذباتی طور پر فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔ پورا ماحول کا جائزہ لے کے پھر اگر دل کی تسلی ہو اور لڑکا احمدی ہو جائے تو پھر بیاہ ہو جاتا ہے۔

⁂......ایک بچی نے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کے وقت آسمان پر اللہ تعالیٰ سے ملنے گئے تھے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ایسے ہی بات کی جیسے میں آپ سے کر رہی ہوں؟

تو اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ معراج جو تھا وہ کوئی جسمانی معراج تو نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی جسم لے کے نہیں چلے گئے تھے۔ وہ ایک خاص کیفیت تھی۔ کشف کی یا خواب کی یا جو بھی صورتحال تھی۔ وہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام تھا وہ تو ایسا تھا کہ اللہ تعالیٰ کس صورت میں، کس شکل میں، کس طرح باتیں کرتا ہے، آمنے سامنے کرتا ہے بلکہ جب معراج نہیں بھی ہوا تھا تب بھی تو اللہ تعالیٰ اُن سے باتیں کرتا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہی بہت بلند ہے۔

⁂......ایک بچی نے سوال کیا کہ جو ناصرات سکولوں میں پڑھ رہی ہیں وہ سکول میں شیطانی باتوں سے کیسے بچ سکتی ہیں؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک تو یہ ہے کہ اپنا دینی علم بڑھاؤ۔ پانچ نمازیں باقاعدہ پڑھا کرو۔ یہ یاد رکھا کرو کہ خدا تعالیٰ ہے۔ یہ یاد رکھا کرو کہ خدا تعالیٰ تمہارے ہر کام کو دیکھ رہا ہے۔ ہر کام جو تم کرتی ہو اللہ میاں اُس کو دیکھ رہا ہے۔ پھر یہ ہے کہ استغفار پڑھتے رہا کرو۔ شیطانی کاموں کو دیکھو، تو استغفار پڑھو۔ اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم پڑھو۔ لا حول و لا قوّۃ الّا باللّٰہ پڑھو۔ ان دعاؤں کے ترجمے بھی یاد کرو۔ پھر غور سے پڑھو۔ استغفار غور سے کرو۔ سوچ سمجھ کے کرو۔ تو انشاء اللہ بچتے رہو گے۔

....

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان واقفاتِ نو کو اپنے مبارک دستخطوں سے انعامات عطا فرمائے جنہوں نے گزشتہ سال 2014ء کے سالانہ جائزہ نصاب وقف نو میں اپنی عمر کے حساب سے جرمنی بھر میں پہلی تین پوزیشنز حاصل کی تھیں۔ بارہ سال کے گروپ میں اوّل عزیزہ عدیلہ دلشاد، دوم عزیزہ امۃ الشافی احمد اور سوم عزیزہ عطیۃ الرحیم جنجوعہ قرار پائیں۔ تیرہ سال کے گروپ میں اوّل عزیزہ ملیحہ سہیل، دوم عزیزہ ندا خان اور سوم عزیزہ جاذبہ بٹ رہیں۔ چودہ سال کے گروپ میں اوّل عزیزہ ہبۃ النور ملک، دوم عزیزہ سجیلہ شکیل اور سوم عزیزہ نور الہدیٰ احمد رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے۔ آمین

....

واقفات نو کی یہ کلاس ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہی۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے۔ مکرم عابد وحید خان صاحب انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دفتری ملاقات کی سعادت پائی۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک بھی ملاحظہ فرمائی۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

....

تقریب آمین

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نو بجکر پینتیس پر مسجد کے مردانہ ہال میں تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق آمین کی تقریب شروع ہوئی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل پچیس خوش نصیب بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔ ان بچوں اور بچیوں کے نام یہ ہیں۔

نداہل احمد، طٰہٰ ظفر، طاہر احمد، حماد احمد، ساحل نواز، راشد احمد، مرزا عدنان احمد، اطہر احمد جاوید، توصیف احمد، شیروز احمد، عزیزم عاشر اللہ ملک، جاہد احمد

صوفیہ بٹ، ملیحہ خالد، فائزہ احمد، فضا نورین احمد، امۃ الشافی مسعود، حفصہ قیوم، کشف مجید، ملیحہ احمد، صباحہ لطیف، سامعہ طاہر، ثوبیہ محمود، نادیہ احمد، جویریہ نعیم۔

آمین کی اس تقریب کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

..............................(باقی آئندہ)

بقیہ: قیدیوں میں برتن اور کھانا تقسیم۔ از صفحہ 9

جیلوں کا دورہ کر چکے ہیں، اور کتاب Les Prison comme l'Hotel کے مصنف ہیں۔ کانانگا سنٹرل جیل میں اپنے دورہ کے دوران جب انہوں نے جماعت احمدیہ کے وفد کو قیدیوں میں کھانا تقسیم کرتے ہوئے دیکھا تو برملا جماعت کے اس اقدام کی تعریف کی اور کہا کہ "میں نے دنیا بھر کی جیلیں دیکھی ہیں مگر جماعت احمدیہ کی طرح کسی اور کو قیدیوں کی خدمت کرتے نہیں دیکھا۔ یہ بہت اچھا ہے۔ مذہب اور انسانیت میں تعلق مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے‘‘۔

میڈیا کوریج

جماعت احمدیہ کے اس دورے کو میڈیا نے خاص کوریج دی اور مقامی ریڈیو چینلز، RTNC اور RTC نے خصوصی طور پر دس منٹ کی ڈاکومنٹری پیش کی جس سے شہر کی اکثر آبادی تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔ کانانگا شہر کی آبادی ایک تیرہ لاکھ کے قریب ہے۔

......☆......☆......☆......

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم چودھری عطامحمد صاحب آف گولیکی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11 مارچ 2011ء میں مکرم وسیم احمد شمس صاحب مربی سلسلہ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنے والد محترم عطامحمد صاحب آف گولیکی ضلع گجرات کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم منشی احمد دین صاحب آف گولیکی 1925ء میں کسی قریبی گاؤں کے سکول میں استاد تھے۔ انہوں نے خواب میں ایک خوبصورت کتاب پر لکھا ہوا دیکھا: ''مرزا صاحب اہم ہستی''۔ اور پھر فوری طور پر بیعت کرلی۔ آپ شادی شدہ تھے اور قبل ازیں آپ کی چار بیٹیاں پیدا ہوکر وفات پاچکی تھیں۔ احمدیت قبول کرنے کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے چھ بیٹے عطا فرمائے۔ سب سے چھوٹے بیٹے کی پیدائش کے وقت آپ کی عمر 62 سال تھی۔ خدا کے فضل سے سب بیٹے میٹرک پاس کرگئے جو اُس زمانہ میں خصوصاً دیہات میں بہت مناسب تعلیم تھی۔ سب بیٹے پکّے نمازی اور اچھے اخلاق میں شہرت رکھتے تھے۔ ان بچوں میں سے تیسرے نمبر پر محترم چودھری عطامحمد صاحب تھے جو 28/اپریل 1930ء کو پیدا ہوئے۔ 1957ء میں لاہور کے پرائمری سکول میں ملازمت اختیار کرلی۔ 1959ء میں شادی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا۔ اپنے بڑے بیٹے (مضمون نگار) کو وقف کیا۔

آپ کو اپنی مجلس خدام الاحمدیہ کی بطور زعیم سات سال تک خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔ اُن دنوں آپ سالہا سال تک جماعتی میٹنگز میں لجنہ ضلع لاہور کے نمائندہ بھی رہے۔ کسی نے صدر لجنہ (محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت حضرت سید میر محمد اسماعیل صاحبؓ) سے پوچھا کہ ہر بار اِن کو ہی کیوں لجنہ کا نمائندہ بنایا جاتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا: مجھے ان سے پردہ نہیں کرنا پڑتا وہ خود پردہ کرتے ہیں۔

1967-68ء میں جب دارالذکر لاہور کی تعمیر ہورہی تھی تو ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی جماعتی عہدیدار ہمہ وقت وہاں نگرانی کے لئے موجود رہے۔ اس پر محترم امیر صاحب کے ارشاد پر آپ نے مسلسل دو سال اپنی فیملی کے ساتھ دارالذکر کے ایک چھوٹے سے سٹور میں رہ کر خدمت کی توفیق پائی۔

آپ کو مذہبی تعصّب کا بارہا نشانہ بنایا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر ہمیشہ آپ کی حفاظت فرمائی۔ 1974ء میں آپ نے اپنا تبادلہ لاہور سے کھاریاں کروالیا اور بقیہ زندگی وہیں گزاردی۔ آپ ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ بتایا کرتے تھے کہ آپ نے اپنی ہوش میں کبھی کوئی نماز نہیں چھوڑی۔ جلسہ سالانہ ربوہ میں باقاعدہ شامل ہوتے۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے کلام سے عشق تھا۔ مضمون نگار کو بچپن میں ہی درّثمین کا اکثر حصہ زبانی یاد کروایا۔ درّثمین کا یہ مصرعہ بہت پسند تھا اور وردزبان رہتا:

''تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں''

2009ء میں آپ کی اہلیہ کی وفات ہوئی۔ جبکہ 31 دسمبر 2010ء کو آپ نے وفات ہوئی۔

محترم ماسٹر نذیر احمد نثار صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26/مئی 2011ء میں مکرم رانا نصیر احمد صاحب کے قلم سے محترم ماسٹر نذیر احمد نثار صاحب آف ککّی نَو کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم ماسٹر صاحب 1939ء میں محترم چوہدری عبدالرشید صاحب ابن حضرت حاجی عبدالحمید صاحبؓ کے ہاں کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور میں پیدا ہوئے اور 28 جنوری 2010ء کو 71 سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پائی۔

قیام پاکستان کے بعد اس خاندان نے ککّی نَو میں سکونت اختیار کی۔ محترم ماسٹر صاحب B.Sc. کرکے شعبہ تعلیم سے منسلک ہوگئے اور لمبا عرصہ شورکوٹ کے ہائی سکول میں خدمت بجالائے۔ آپ نے ککّی نَو میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے علاوہ کئی جماعتی شعبوں کے سیکرٹری کی حیثیت سے سالہاسال خدمات بھی سرانجام دیں۔ خوش الحان تھے اور بطور امام الصلوٰۃ بھی مقرر رہے۔ آپ علم دوست ہونے کے علاوہ سادہ مزاج، ملنسار اور ہمیشہ تعاون کا ہاتھ بڑھانے والے تھے۔

آپ نے تین شادیاں کیں اور دو بیوگان کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ تین بیٹے وقفِ نَو کی تحریک میں شامل ہیں جبکہ بڑے بیٹے مکرم رانا عبدالرحمٰن صاحب جامعہ احمدیہ کے طالبعلم ہیں۔

محترم رشید احمد طارق صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18/مئی 2011ء میں مکرم مظفر احمد خالد صاحب مربی سلسلہ نے اپنے والد محترم رشید احمد طارق صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم رشید احمد طارق صاحب میٹرک کے بعد کراچی میں ملازم ہوگئے۔ جب حضرت مصلح موعودؓ نے وقف جدید کا اعلان فرمایا اور نوجوانوں کو خدمت کی تحریک فرمائی تو آپ نے بھی لبّیک کہا اور دس طلباء کی پہلی کلاس میں شامل ہوکر معلم بننے کی توفیق پائی۔ آپ کو بطور معلم سندھ، کشمیر اور سیالکوٹ میں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ پُرجوش داعی الی اللہ اور نڈر خادم سلسلہ تھے۔ ہر طرح کے شخص کو نہایت حکمت کے ساتھ اُس کے حالات ملحوظ رکھتے ہوئے تبلیغ کرتے تھے۔ آپ خلافت کے عاشق اور کارکنانِ سلسلہ سے دلی محبت کرنے والے تھے۔

آپ کے ہاں پہلے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں اور ڈاکٹر نے بتایا کہ اب مزید اولاد نہیں ہوسکتی۔ اس پر آپ اپنی بیوی کے ہمراہ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتحال عرض کی۔ حضورؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹے دے گا۔ اس پر دونوں میاں بیوی نے فیصلہ کیا کہ آئندہ پیدا ہونے والے سب بچوں کو وقف کردیں گے۔ چنانچہ پھر یکے بعد دیگر چار بیٹے پیدا ہوئے۔ تین بیٹے مربّیان سلسلہ ہیں۔ مضمون نگار کے علاوہ مکرم طارق احمد رشید صاحب اور مکرم ناصر احمد محمود صاحب کو بھی مختلف ممالک میں تبلیغی خدمات بجالانے کی سعادت حاصل ہے۔ چوتھے بیٹے مکرم صالح احمد ناصر صاحب دفتر وصیت میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔ آپ کی دونوں بیٹیاں بھی کارکنان سلسلہ کے عقد میں آئیں۔

محترم رشید احمد طارق صاحب موصی تھے اور ہمیشہ تنخواہ ملتے ہی سب سے پہلے چندہ جات ادا کرتے۔ تہجدگزار اور باجماعت نماز کے پابند تھے۔ روزانہ قرآن کریم کی تفسیر اور کتب سلسلہ کا مطالعہ کرتے۔ ایم ٹی اے روزانہ سنتے اور جب بھی خلافت کا عہد آتا تو آپ ہمیشہ کھڑے ہوکر اور ٹوپی پہن کر یہ عہد دہراتے۔ وفات سے چند ہفتے قبل جب ڈاکٹروں نے بچوں کو بُلوا لینے کو کہا تو اس موقعہ پر بھی یہی فرمایا کہ میری وجہ سے بچے خدمتِ دین میں کمی نہ کریں اور اگر حضور بخوشی اجازت دیں اور اپنے خرچ پر آسکیں تو آئیں ورنہ نہیں۔

آپ ربوہ کی کبڈی اور رسّہ کشی کی ٹیموں کے اچھے کھلاڑی رہے نیز کلائی پکڑنے اور اونچی چھلانگ میں بھی خوب مہارت حاصل تھی۔

آپ نے 13 جنوری 2011ء کو ربوہ میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

تعلیم الاسلام کالج کے تین شہید طالبعلم

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے سابق طلباء کی برطانیہ میں قائم ایسوسی ایشن کے انٹرنیٹ گزٹ ماہنامہ ''المنار'' مئی 2011ء میں مکرم پروفیسر محمد شریف خان صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں کالج کے تین شہید طلباء کا ذکرخیر کیا گیا ہے۔ ان میں سے دو طلباء یعنی محترم محمد منیر خان شامی شہید کا تفصیلی ذکرخیر 6/اپریل 2007ء کے شمارہ کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں اور محترم میاں جمال احمد شہید کا ذکرخیر 23 فروری 2007ء کے شمارہ کے اسی کالم میں کیا جاچکا ہے۔ تیسرے شہید درج ذیل ہیں:

مکرم مبشر احمد صاحب چدھڑ شہید

گکھڑمنڈی ضلع گوجرانوالہ کے چوہدری امانت علی صاحب کے ہونہار بیٹے مبشر احمد تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں ایف ایس سی کے طالب علم تھے۔ عزیزم خوبصورت، صحتمند، ہنس مکھ نوجوان تھا۔ طبیعت میں ہلکا پھلکا مزاح تھا لیکن بزرگوں کے ساتھ ہمیشہ مؤدّب رہتا۔ مجلس اور جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا۔ اپنی لیاقت اور خوش خُلقی کے باعث کالج میں ہردلعزیز تھا۔ موسمِ گرما کی چھٹیاں گزارنے گھر آیا ہوا تھا۔ ایک دن بازار میں سے گزر رہا تھا کہ ایک اوباش قصائی نے چھری کے پےدرپے وار کرکے شہید کردیا۔

ان دنوں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ، کراچی تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ جب انہیں مکرم مبشر احمد صاحب کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپؒ نے مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب کو آدھی رات کو فون کرکے دریافت فرمایا کہ اس خبر کی تفصیل بتائی جائے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے نیند نہیں آرہی اور بے حد بےچینی ہے۔ کیا یہ مبشر احمد وہ تو نہیں جو ہروقت مسکراتا رہتا تھا؟''۔ افسوس کہ یہ وہی مبشر احمد تھا جس کی وفات پر آپ اس طرح بےچین ہوگئے اور کراچی سے فون کیا۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ مَیں شہید مرحوم کو بچپن سے جانتا تھا اور اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی آج جب عزیزم مبشر احمد کی یاد آتی ہے تو طبیعت پر ایک خاص قسم کی افسردگی چھا جاتی ہے اور بےاختیار دل سے دعا نکلتی ہے۔ ان جیسے جان نثاروں کے بارہ میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کا ایک فارسی شعر ہے جس کا ترجمہ یوں ہے:

اگرچہ محبت الٰہی سے سرشار ہوکر جان قربان کرنے والوں کی روایات کو دنیا بھول چکی ہے، مگر ہم نے قرونِ اولیٰ کی ان روایات کو ازسرِنو تازہ کردیا ہے۔ حق وصداقت کے عاشق جہاں اپنی جانیں نثار کرتے رہے ہیں، اُسی قربانگاہ تک رسائی تو ہماری زندگی کا نصب العین ہے۔

محترم چودھری رشید احمد صاحب وڑائچ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30/اپریل 2011ء کی ایک خبر کے مطابق محترم چودھری رشید احمد صاحب وڑائچ 22/اپریل 2011ء کو وفات پاگئے۔ آپ 11 جون 1938ء کو محترم چودھری محمد حسین وڑائچ صاحب کے ہاں سدّوکی ضلع گجرات میں پیدا ہوئے تھے جنہوں نے 1924ء میں احمدیت قبول کی تھی۔

محترم چودھری رشید احمد صاحب نے 1960ء میں مونگ رسول کالج سے اوورسیئر کا ڈپلومہ فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ پھر 1976ء تک واپڈا میں سب انجینئر رہے۔ پھر 1983ء تک لیبیا میں مقیم رہے اور بطور سول انجینئر کئی منصوبے مکمل کئے۔ مئی 1984ء سے دسمبر 1993ء تک ادارہ تعمیر مرکزیہ میں خدمات سرانجام دیں اور اس دوران بین الاقوامی معیار کے سوئمنگ پُول، لجنہ ہال کی عمارت، بیوت الحمد کالونی اور مسجد مبارک کی توسیع سمیت متعدد اہم عمارات کی تعمیر میں خدمات بجالائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر دو سال تک قادیان میں جاری منصوبوں کی نگرانی بھی کرتے رہے۔ آپ نے راولپنڈی، سرگودھا اور پشاور میں آرمی آفیسرز ہاؤسنگ کالونیز تعمیر کروانے کے علاوہ متعدد بڑے تعمیراتی منصوبے بھی مکمل کروائے۔ آپ نے دو بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ مکرم عبدالسمیع خانصاحب ایڈیٹر الفضل ربوہ آپ کے داماد ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15 اپریل 2011ء میں مکرم ابن کریم صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

بُلند اپنے سر کو کئے پھر رہا ہوں
جَلا کر وفا کے دیئے پھر رہا ہوں
بفضلِ خدائے محمدؐ جہاں میں
مَیں مہدی کا جھنڈا لئے پھر رہا ہوں
محبت ، اخوّت ، عقیدت ، شرافت
انہی کے سہارے جئے پھر رہا ہوں
شہیدوں کے رتبہ کی دیکھو بلندی
وہی آس دل میں لئے پھر رہا ہوں
محمدؐ کی چاہت کا ساغر مَیں ہر دَم
شب و روز حافظ پیئے پھر رہا ہوں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 مارچ 2011ء میں مکرم راجہ محمد یوسف صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

آسمانی فیصلوں کے سامنے تدبیر کیا
تابشِ لعل و گہر کیا ، قوّتِ شمشیر کیا
ایک عالَم گوش بر آواز آتا ہے نظر
دیکھ لو مولا نے بخشی ہے اُنہیں توقیر کیا
پُر تقدّس ، پُر معارف ، دلنشین و دلرُبا
کیا تکلّم آپ کا اور آپ کی تحریر کیا
ہو رُخِ روشن جدھر کو نُور جاتا ہے اُدھر
آپ نے دیکھی ہے اُن کے حسن کی تنویر کیا
شاہدِ ناطِق فلک ہے ، تُو نے کیوں سوچا نہیں
ہو رہا ہے جو زمیں پر اُس کی ہے تعبیر کیا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
July 24, 2015 – July 30, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday July 24, 2015

00:05 World News
00:25 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 12-21 with Urdu translation.
00:40 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
01:05 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 01.
01:20 Convocation Shahid Jamia UK: Recorded on December 13, 2014.
02:20 Spanish Service: Programme no, 10.
02:55 Pushto Muzakarah
03:45 Tarjamatul Quran Class: Surah Al Baqarah, verses 24 - 30 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class No. 4. Rec. August 4, 1994.
04:55 Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 12-21 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith
06:40 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 02.
07:00 Huzoor's Interview By LBC Radio: On the recent uproar arising from the derogatory caricatures of the Holy Prophet Muhammad (saw).
07:35 Dua-e-Mustaja'ab: Programme no. 39.
08:00 Dars-e-Malfoozat: The topic is 'obedience'.
08:20 Rahe Huda: Recorded on July 18, 2015.
09:55 Indonesian Service
10:55 Deeni-O-Fiqahi Masail
11:30 Live Transmission From Baitul Futuh
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live Transmission From Baitul Futuh
13:40 Tilawat: Surah Al-Imran, verses 16-27.
13:55 Seerat-un-Nabi
14:30 Shotter Shondhane
15:35 Let's Sew Together
16:20 Friday Sermon: Recorded on July 24, 2015.
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
17:45 Dars-e-Malfoozat
18:00 World News
18:25 Huzoor's Interview By LBC Radio [R]
19:05 Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:30 Let's Sew Together [R]
20:20 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday July 25, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat [R]
00:35 Yassarnal Qur'an [R]
01:00 Huzoor's Interview By LBC Radio [R]
01:35 Seerat-un-Nabi [R]
02:10 Friday Sermon [R]
03:15 Rah-e-Huda [R]
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session 112.
06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 32-39.
06:15 Al-Tarteel: Lesson no. 47.
06:45 Ansarullah Ijtema Address: Recorded on October 19, 2014.
08:05 International Jama'at News
08:40 Question And Answer Session: Recorded on May 20, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on July 24, 2015.
12:15 Tilawat
12:30 Al-Tarteel: Lesson no. 47.
13:00 Intekhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Sahibzadi Amtul Naseer Begum
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Ansarullah Ijtema Address [R]
19:40 Faith Matters: Programme no. 178.
20:45 International Jama'at News
21:15 Rah-e-Huda [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday July 26, 2015

00:05 World News
00:20 Tilawat [R]
00:30 Dars Majmooa Ishteharaat [R]
00:55 Al-Tarteel [R]
01:25 Ansarullah Ijtema Address [R]
02:45 Story Time [R]
02:50 Friday Sermon [R]
04:00 Sahibzadi Amtul Naseer Begum [R]
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 112.
06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 40-50.
06:15 Aao Husn-e-Yaar Ki Baatain Kaein: Prog no. 12.
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 02.
06:50 Guslhan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on November 09, 2014.
08:00 Faith Matters: Programme no. 178.
09:05 Question And Answer Session: Rec.July 06, 1984.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on May 02, 2014.
12:05 Tilawat
12:25 Aao Husn-e-Yaar Ki Baatain Karein [R]
12:45 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on July 24, 2015.
14:10 Shotter Shondhane: Rec. 25, 2011.
15:15 Seerat Sahabiyat-e-Rasool
16:00 Live Press Point
17:05 Kids Time: Programme no. 38.
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30 Live Beacon Of Truth
20:35 Tasheez-ul-Azhan
21:00 Press Point [R]
22:05 Friday Sermon: Recorded on July 24, 2015.
23:15 Question And Answer Session: Rec.July 06, 1984.

Monday July 27, 2015

00:05 World News
00:25 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 40-50.
00:40 Aao Husn-e-Yaar Ki Baatain Karein [R]
01:00 Yassarnal Qur'an [R]
01:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
02:30 Tasheez-ul-Azhan [R]
03:00 Friday Sermon: Recorded on July 24, 2015.
04:15 Pakistan In Perspective
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 114.
06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 51-58.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 40.
07:00 Medical Association Dinner: Recorded on January 31, 2015.
07:25 Husn-e-Biyan
07:55 International Jama'at News
08:30 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:45 Dars-e-Malfoozat: The topic is 'Arrogance'.
09:00 French Mulaqat: A studio sitting of French speaking friends with Khalifatul-Masih IV (ra) in French and English. Session no. 04. Recorded on September 05, 1997.
10:05 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on April 06, 2015.
11:15 Jalsa Qadian Speech
11:20 Beautiful Hyderabad
12:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah verses 191-197 and verses 198-204.
12:15 Dars-e-Hadith [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on October 09, 2009.
13:55 Bangla Shomprochar
15:00 Jalsa Qadian Speech [R]
15:05 Beautiful Hyderabad [R]
15:40 Dars-e-Malfoozat [R]
16:00 Rah-e-Huda: Recorded on July 25, 2015.
17:35 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:30 Medical Association Dinner: Recorded on January 31, 2015.
19:00 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
19:20 Somali Service: Programme no. 09.
19:55 Husn-e-Biyan
20:20 Rah-e-Huda [R]
21:55 Friday Sermon [R]
22:50 Jalsa Qadian Speech [R]
22:55 Beautiful Hyderabad [R]

Tuesday July 28, 2015

23:40 World News
00:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 51-58.
00:35 Dars-e-Hadith [R]
00:45 Al-Tarteel [R]
01:15 Medical Association Dinner [R]
01:45 Husn-e-Biyan [R]
02:10 Kids Time [R]
02:45 Friday Sermon [R]
03:50 Medical Matters
04:30 Dars-e-Malfoozat [R]
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no 114.
06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 59-68.
06:10 In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as) about the philosophy of the teachings of Islam.
06:40 Yassarnal Quran: Lesson no. 03.
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on November 09, 2014.
08:15 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 20.
08:30 Australian Service
09:00 Question And Answer Session: Rec.July 06, 1984.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on July 24, 2015.
12:05 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 268-282.
12:15 In His Own Words
12:45 Yassarnal Quran [R]
13:10 Faith Matters: Programme no. 178.
14:10 Bangla Shomprochar
15:10 Spanish Service: Programme no. 14.
15:40 Aao Urdu Seekhain
16:00 Pakistan National Assembly 1974
17:00 Noor-e-Mustafwi: Prog no. 38.
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on July 24, 2015.
20:30 Aao Urdu Seekhain [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:30 Prize Distribution Ceremony [R]
22:00 Faith Matters [R]
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday July 29, 2015

00:00 World News
00:15 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 59-68.
00:25 In His Own Words [R]
00:55 Yassarnal Qur'an [R]
01:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
02:45 Pakistan National Assembly 1974 [R]
03:40 Story Time [R]
04:10 Prize Distribution Ceremony [R]
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 115.
06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 69-76.
06:15 Aao Husn-e-Yaar Ki Batain Karain
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 47.
07:00 Lajna Ijtema UK Address: Recorded on October 26, 2014.
08:45 Urdu Question And Answer Session: Rec. May 20, 1995.
10:05 Indonesian Service
11:10 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on July 24, 2015.
12:15 Tilawat: Surah An-Nisa, verses 25-35.
12:30 Aao Husn-e-Yaar Ki Baatain Karein
14:45 Al-Tarteel: Lesson no. 47.
13:15 Friday Sermon: Recorded on October 09, 2009.
14:20 Bangla Shomprochar
15:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
16:00 Kids Time: Programme no. 36.
16:30 Faith Matters: Programme no. 177.
17:20 Al-Tarteel: Lesson no. 47.
17:50 World News
18:10 Lajna Ijtema UK Address [R]
19:40 Horizons d'Islam: Programme no. 24.
20:40 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:50 Aao Husn-e-Yaar Ki Baatain Karein [R]
21:40 Friday Sermon: Recorded on October 09, 2009.
23:10 Intikhab-e-Sukhan: Rec. May 30, 2015.

Thursday July 30, 2015

00:20 World News
00:40 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 69-76.
00:55 Al-Tarteel [R]
01:25 Lajna Ijtema UK Address [R]
03:00 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
03:50 Faith Matters [R]
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 116.
06:05 Tilawat: Surah Al-An'aam verses 77-85.
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 03.
07:00 Humanity First Conference: Recorded on January 24, 2015.
08:00 Beacon Of Truth: Rec. May 31, 2015.
09:00 Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Baqarah, verses 24-30 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class no. 04. Rec. August 04, 1994.
10:10 Indonesian Service
11:15 Japanese Service: Programme no. 19.
11:30 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 14.
12:00 Tilawat: Surah An-Nisa, verses 36-47.
12:10 Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Beacon Of Truth: Rec. May 31, 2015.
14:00 Friday Sermon: Recorded on July 24, 2015.
14:00 Live Shotter Shondhane
16:00 Persian Service: Programme no. 31.
16:30 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:35 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:25 Humanity First Conference [R]
19:30 Live German Service
20:30 Dars-e-Malfoozat [R]
20:50 Faith Matters: Programme no. 177.
21:40 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:55 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 22 | Friday 24 July, 2015 | Issue No. 30

کونگو (افریقہ) کے صوبہ باکونگو میں ساتویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ رمیض احمد محمود۔ مبلغ سلسلہ کونگو)

امسال محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے عوامی جمہوریہ کونگو کے صوبہ باکونگو Bas Congo کا ساتواں جلسہ سالانہ جماعتی ہیڈ کوارٹر مبانزا گونگو (Mbanza Ngungu) میں 7,6 فروری 2015ء کو منعقد ہوا۔ جلسہ کے انتظامات کا آغاز ایک ماہ قبل شروع کر دیا گیا تھا۔

تیاری جلسہ

صوبہ کی تمام جماعتوں کو جلسہ کے پروگرام کی اطلاع کی گئی اس کے لیے جماعتوں کا دورہ کیا گیا، دورہ جات میں جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اس کی برکات کو بیان کیا گیا اور شاملین جلسہ کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر کیا گیا اور جلسہ میں شمولیت کی تاکید کی گئی۔ جلسہ سالانہ کی تیاری کے سلسلہ میں مسجد ناصر کے احاطے میں متعدد وقار عمل کر کے اس کی تزئین و آرائش کی گئی اور جلسہ کی مناسبت سے دیدہ زیب بینرز بھی لگائے گئے تھے۔

امسال نیشنل ہیڈ کوارٹر سے دو مرکزی وفود نے شرکت کی۔ پہلا وفد جو کہ مورخہ 4 فروری کو مبانزا گونگو پہنچا، اس وفد میں کنشاسا ریجن کے مرکزی مبلغ مکرم فرید احمد بھٹی صاحب و لوکل معلم عیسیٰ Museju کے علاوہ چند دیگر ممبران بھی شامل تھے جنہوں نے جلسہ کے انتظامات میں مدد کی۔ دوسرے وفد میں مکرم امیر صاحب کونگو کنشاسا 5 فروری کو تشریف لائے۔

ریڈیو پر جلسہ کے اعلانات

جلسہ کے انعقاد سے ایک ہفتہ قبل متعدد مقامی ریڈیو چینلز پر جلسہ کے مسلسل اعلانات ہوتے رہے جس کے ذریعہ بہت سے لوگوں تک جلسہ کا پیغام پہنچا۔ اہل علم، پادری حضرات اور اسی طرح دیگر دلچسپی رکھنے والوں کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت عام دی گئی کہ اسلام کے متعلق معلومات اور سوالات کرنے کے لیے کوئی بھی اس جلسہ میں شرکت کر سکتا ہے۔ مزید برآں جلسہ سالانہ کے متعلق مقامی ریڈیو (Radio Ntembo) پر جلسہ سالانہ کے موضوع پر خصوصی طور پر دو پروگرامز بھی نشر کئے گئے۔ ان پروگرامز میں جلسہ سالانہ کا مختصر تعارف اور اس کی اہمیت و برکات پر روشنی ڈالی گئی اور اس میں شمولیت کے لئے دعوت دی گئی۔

جلسہ کی ڈیوٹیوں کا افتتاح

جمعرات 5 فروری کی شام نماز مغرب و عشاء کے بعد جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا باقاعدہ افتتاح مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب امیر و مشنری انچارج نے کیا۔ آپ نے ہر شعبہ کے انتظامات کا تفصیلی جائزہ لیا اور ناظمین اور کارکنان کو جلسہ کے حوالے سے مختلف ہدایات دیں۔ دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔

جلسہ کا پہلا دن

جلسہ کے پہلے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس القرآن، درس الحدیث اور درس ملفوظات ہوا۔

نماز جمعہ

12:20 منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ مکرم امیر صاحب جماعت کونگو نے لوائے احمدیت اور مکرم ابوبکر Mpelo صدر جماعت مبانزا اگنگو نے عوامی جمہوریہ کانگو کا پرچم لہرایا۔

خطبہ جمعہ میں مکرم امیر صاحب کانگو نے جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانان کرام کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی اور اسی طرح جلسہ کی انتظامیہ کو مہمانوں کی بہترین خدمت و سہولت فراہم کرنے کی تلقین کی۔ اس سلسلہ میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی سے بعض سبق آموز واقعات بیان کئے۔

پہلا سیشن

مکرم مولانا نعیم احمد باجوہ صاحب امیر و مشنری انچارج کانگو کنشاسا کی زیر صدارت جلسے کے پہلے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مولانا فرید احمد بھٹی صاحب نے کی اور مکرم احمد Buba صاحب نے فرنچ ترجمہ پیش کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعو علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام اور فرنچ زبان میں ترجمہ خاکسار نے پیش کیا۔ مکرم امیر صاحب نے افتتاحی تقریر میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات بیان کئے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان قوت قدسی اور دیگر تمام انبیاء پر فضیلت کو بھی بیان کیا۔ اس کے بعد دو تقاریر مقامی زبان لنگالا (Lingala) میں ہوئیں۔

پہلی تقریر: اللہ کی راہ میں مالی قربانی از لوکل معلم مکرم احمد بوباBUBA صاحب

دوسری تقریر: خطباتِ امام کی اہمیت از لوکل معلم مکرم عیسیٰ کیتانو (Kitanu) صاحب

مجلس سوال و جواب

پروگرام کے مطابق اس سیشن کے اختتام پر مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا۔ احباب جماعت نے بہت دلچسپی سے اس مجلس میں شرکت کی۔ مکرم امیر صاحب نے احباب کے سوالات کے تسلی بخش جوابات لنگالا اور فرنچ زبان میں دیئے۔

اس مجلس کے اختتام کے ساتھ اس روز کے سیشن کا اختتام ہوا۔ نماز مغرب و عشاء جمع کر کے ادا کی گئیں اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

جلسہ کا دوسرا روز

جلسہ کے دوسرے روز بھی پروگرام کے مطابق دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ بعد نماز فجر درس قرآن کریم و درس الحدیث اور درس ملفوظات ہوا۔ پہلے دن کا اجلاس مسجد ناصر کے احاطہ میں کیا گیا تھا لیکن آج حاضری اور دیگر انتظامات کے پیش نظر شہر کے وسط میں ایک ہال کرائے پر لیا گیا۔

جلسہ کا دوسرا سیشن

صبح دس بجے جلسے کے دوسرے سیشن کا آغاز مکرم عمر ابدان صاحب نائب امیر جماعت کونگو کنشاسا کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت مکرم عیسیٰ مسیجو (Masedju) صاحب نے کی اور اس کا فرنچ ترجمہ مکرم احمد بوبا (BUBA) صاحب نے پیش کیا، مکرم مولانا فرید احمد بھٹی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام سنایا اور فرنچ ترجمہ پیش کیا۔ اس سیشن میں مجموعی طور پر چار تقاریر پیش کی گئیں جو کہ لوکل زبان لنگالا (Lingala) میں تھیں۔

1: اسلام میں پردہ کی اہمیت از ابراہیم پنگالا (Mpangala) صاحب

2: خلافت کی اہمیت و برکات از ابوبکر مپیلو (Mpelo) صاحب

3: تربیت اولاد از عیسیٰ مسیجو (Masedju) صاحب

اس سیشن کی آخری تقریر صدر مجلس مکرم عمر ابدان صاحب نائب امیر جماعت کونگو کنشاسا نے ”سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو، مخالفت اعداء اور آپ ﷺ کا نمونہ“ کے موضوع پر کی۔ سیشن کے اختتام کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

تیسرا اور اختتامی سیشن

جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری سیشن زیر صدارت مکرم امیر جماعت احمدیہ کونگو شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور فرنچ ترجمہ خاکسار نے پیش کیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام مکرم فرید احمد بھٹی صاحب نے پیش کیا، اس سیشن کی پہلی تقریر مکرم احمد BUBA صاحب نے فرنچ زبان میں ”اسلام آزادی رائے اور دوسروں کی آراء کا احترام کرنے والا مذہب“ کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب امیر جماعت کونگو نے اختتامی تقریر فرنچ زبان میں کی جس میں ”خلافت سرچشمۂ امن و انصاف ہے“ کو موضوع بنایا۔ آپ نے تفصیل کے ساتھ قرآنی ارشادات سے برکات خلافت اور خلافت راشدہ اسلامیہ کی علامات بیان کیں اور خلافت کے جھوٹے دعویداروں کے مذموم مقاصد کی حقیقت واضح کی۔

مجلس سوال جواب

مہمانوں کے تأثرات کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ حاضرین نے سوالات تحریراً سٹیج پر بھجوائے۔ مکرم امیر صاحب نے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ حاضرین نے اس مجلس میں بہت دلچسپی ظاہر کی اور تمام شاملین نے اس سے خوب فائدہ اُٹھایا۔

نمائش کتب

جلسہ کے موقع پر جماعتی کتب و لٹریچر کی نمائش لگائی گئی تھی۔ اس نمائش میں جماعت احمدیہ کی طرف سے کئے جانے والے قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم رکھے گئے تھے۔ اس کے علاوہ فرنچ لٹریچر بھی رکھا گیا تھا۔ تمام مہمانوں میں ”مختصر جماعتی تعارف“ لنگالا زبان میں اور ”مسیح موعود آ گیا“، ”خلافت“ اور ”اسلامی نکاح“ کے پمفلٹس تقسیم کئے گئے۔

میڈیا کوریج

امسال جلسہ سالانہ کو مبانزا گنگو Mbanza Ngungu شہر کے ریڈیو چینلز، radio vuvu، kieto، Radio Ntemo، NGUNGA FM اور Tv چینلز IS RTK اور CMB TV نے کوریج دی۔ ریڈیو کے ذریعہ سے تین دنوں میں 120 منٹ کا وقت جلسہ سالانہ کی documentary کو ملا اور اسی طرح Tv پر دو دنوں میں 80 منٹ کے air time سے جلسہ سالانہ کا تعارف شہر کی اکثر آبادی تک پہنچا۔

حاضری

امسال جلسہ میں احمدی احباب کے علاوہ شہر کے چیف، امیگریشن کے چیف، مقامی اتھارٹیز، ڈاکٹرز، پروفیسرز، پادری حضرات، طلبہ، اور دیگر افراد نے شرکت کی، شعبہ رجسٹریشن کے مطابق جلسہ کی کُل حاضری 620 افراد رہی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سارے پروگراموں میں برکت ڈالے اور عمدہ نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)